عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۱ | ۲۰ تا ۲۶/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۹/مئی ۲۰۰۳ء | شمارہ:۵۲

محبت ذات نبویؐ اور سنّت کی پیروی

ماہِ ربیع الاوّل

حیات و نزول مسیح علیہ السلام کی حکمت

نسبت مع اللہ کی اقسام اربعہ

تاریخ تدوین فقہ اسلامی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.or

کیا یونین کے غلط حلف کو توڑنا جائز ہے؟

س:...... ہمارے ادارے کی لیبر یونین کے رہنماؤں نے کچھ عرصے قبل ہمارے بعض ساتھیوں سے قرآن پاک پر ہاتھ رکھوا کر وفاداری کا حلف اٹھوایا لیکن اب مذکورہ یونین اور اس کے رہنما حلف اٹھانے والوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں' مزدوروں کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں اور ذاتی مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی مزدور ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو اسے انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس صورت حال میں ہمارا مذکورہ یونین اور اس کے رہنماؤں کے ساتھ چلنا مشکل ہے۔ حلف جن الفاظ سے اٹھوایا گیا تھا' وہ یہ ہیں: ''میں فلاں بن فلاں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں یونین کا وفادار رہوں گا' اگر میں غداری کروں گا تو مجھ پر خدا کی مار پڑے گی' اگر میں اس حلف کو توڑنے اور کفارہ ادا کرنے کی غرض سے مولوی یا عالم سے رجوع کروں گا تو بھی مجھ پر خدا کی مار پڑے گی۔'' ان الفاظ کی روشنی میں اس حلف وفاداری کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ کیا اس حلف کو توڑا جاسکتا ہے؟ اگر توڑا جاسکتا ہے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

ج:...... کسی فرد' ادارے یا تنظیم کے ساتھ وفاداری کا ایسا عہد کرنا کہ خواہ وہ جائز کام کرے یا ناجائز' ہر حال میں میں اس کا وفادار رہوں گا' یہ شرعاً جائز نہیں' ہاں! یہ عہد کرنا صحیح ہے کہ اچھے اور نیک کام میں وفاداری کروں گا' غلط اور برے کام میں وفاداری نہیں کروں گا۔ آپ نے حلف نامہ کا جو متن نقل کیا ہے' یہ غیر مشروط وفاداری کا ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے' خصوصاً اس میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ''کسی مولوی یا عالم سے رجوع کروں گا تو بھی مجھ پر خدا کی مار پڑے'' یہ الفاظ بھی ناجائز ہیں۔

۲:...... اگر آدمی غلط اور ناجائز قسم کھالے تو اس کا توڑ دینا واجب ہے اور ایسی قسم کھانے پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور توبہ کرے۔

۳:...... اس حلف کو توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ اس ناجائز حلف کو توڑ کر قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے اور قسم توڑنے کا کفارہ قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے (اور اگر کھانا کھلانے کی بجائے ہر محتاج کو صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی نقد قیمت دیدے تب بھی صحیح ہے) یا دس محتاجوں کو لباس پہنچائے (ہر محتاج کو اتنا لباس دینا کافی ہے جس میں نماز جائز ہو یعنی ایک لنگی جس سے ناف سے گھٹنوں تک ستر چھپ جائے) اور یہ نہ کرسکتا ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

مرزائیوں سے تعلقات رکھنا:

س:...... ایسا شخص جو مرزائیوں کے پاس آتا جاتا ہو اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہو لیکن اپنے مرزائی ہونے کی تردید کرتا ہو بلکہ یہ کہتا ہو کہ وہ مسلمان ہے اور ختم نبوت اور حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان اور فرضیت جہاد وغیرہ تمام اسلامی عقائد کا قائل ہے اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر' کذاب' دجال اور خارج از اسلام سمجھتا ہے تو کیا محض اس بنا پر کہ وہ مرزائیوں کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے' اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟

ج:...... ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بائیکاٹ کریں' سلام و کلام ختم کریں' اس کو علیحدہ کردیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہوجائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آگیا تو ٹھیک ہے' ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

س:...... ایک ادارہ میں متعدد افراد ملازم ہیں جن میں سے ایک قادیانی بھی ہے جو اپنے آپ کو برملا قادیانی کہتا بھی ہے۔ یہ قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں ادارے کے تمام ملازمین کی دعوت کرنا چاہتا ہے۔ بعض ملازمین اس کی دعوت میں شرکت کے لئے تیار ہیں جبکہ بعض ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں قادیانی کافر' مرتد' زندیق' دائرہ اسلام سے خارج' اسلام کے غدار اور واجب القتل ہیں' اس لئے ان کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

آپ براہ مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کردیں کہ کسی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہوسکے۔

ج:...... مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔'' جو شخص آپ کو کتا' خنزیر' حرامزادہ اور کافر' یہودی کہتا ہو' اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۱ | ۳۰ تا ۲۶/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۹/مئی ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۵۲

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
ب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
ید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
ام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ	4
نسبت مع اللہ کی اقسام اربعہ (حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ)	7
محبت ذات نبویؐ اور سنت کی پیروی (مولانا محمد اکرم طوفانی)	9
حیات و نزول مسیح علیہ السلام کی حکمت (مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہارویؒ)	11
تاریخ تدوین فقہ اسلامی (مولانا محمد ابراہیم قاسمی)	17
ماہ ربیع الاول (مولانا عبدالرشید انصاری)	21
اخبار عالم پر ایک نظر	25

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ
ٹائٹل ڈیزائن: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

یکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
پ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
دی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
ق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲_۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (T
Old Numaish M.A. Jinnah Road, K
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ (۵)

امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ میں ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اسکولوں میں قادیانی طلبا کو اپنے غیر قادیانی ہم جماعتوں کی جانب سے بدسلوکی کا سامنا ہے جس کی وجہ زیادہ تر قادیانی گھروں پر تعلیم پاتے ہیں یا قادیانیوں کے زیر انتظام اسکولوں میں پڑھتے ہیں جبکہ نوجوان قادیانیوں نے یہ شکایت کی ہے کہ انہیں اچھے کالجوں میں داخلے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک جانے کے سلسلے میں رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ اس اعتراض میں کس قدر وزن ہے؟ اس کا اندازہ تو ہر وہ شخص کرسکتا ہے جو پاکستان کا مسلمان شہری ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ جس "بدسلوکی" کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ امریکی حکام کو کہاں نظر آ گئی تھی؟ اور انہیں گھروں پر اور قادیانیوں کے زیر انتظام اسکولوں میں پڑھنے والے قادیانی کیسے دکھائی دے گئے؟ اس کی وضاحت امریکی حکام نے خود اگلے جملے میں کردی ہے کہ "قادیانیوں نے یہ شکایت کی ہے" یعنی یہ پوری امریکی رپورٹ دراصل ان شکایتوں کا مجموعہ ہے جو قادیانیوں نے امریکی حکام سے پاکستان، حکومت پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے بارے میں کی ہیں اس ثبوت کے باوجود اگر قادیانیوں کو پاکستان کا باغی نہ سمجھا جائے تو پھر آخر کیا سمجھا جائے؟ یہیں سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جو قادیانی پاکستان سے بیرونی ممالک جاتے ہیں (خواہ تعلیم یا سیاسی پناہ کے حصول کے لئے) وہ بیرونی ممالک میں پاکستان کے بارے میں کس قدر غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کرتے ہیں اور ملک کو بدنام کرنے کے لئے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ فرضی و بے بنیاد واقعات تراشنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ قادیانی تعلیمی اداروں اسکولوں، کالجوں یا یونیورسٹیوں میں داخلے کے وقت اپنے آپ کو قادیانی ظاہر نہیں کرتے، تعلیمی اداروں میں ان کے قادیانی ہونے کا انکشاف صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب وہ اپنی کفریہ تبلیغ کے ذریعہ کسی مسلمان کو قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں، بصورت دیگر وہ بڑے مزے سے اعلیٰ تعلیمی اداروں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں اور نہ ان سے کبھی کوئی روک ٹوک کی جاتی ہے، اور نہ پوچھ گچھ اس لئے طلبا کی جانب سے ان کے ساتھ کسی بدسلوکی یا کالجوں میں ان کے داخلے میں رکاوٹ کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جہاں تک اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک جانے کا سوال ہے؟ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق خالصتاً قادیانیوں، بیرونی ممالک کے کالجوں اور یونیورسٹیوں اور ان ممالک کی حکومتوں اور سفارت خانوں سے ہے، غیر ملکی کالج یا یونیورسٹیاں قادیانی نوجوانوں کو داخلہ دیتی ہیں یا نہیں؟ اور غیر ملکی سفارت خانے اس مقصد کے لئے انہیں ویزا دیتے ہیں یا نہیں؟ اس کا پاکستانی حکومت اور پاکستانی مسلمانوں سے کیا تعلق ہے؟ اور وہ کس طرح قادیانیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈال سکتے ہیں؟ اپنی نااہلیت کو چھپانے کے لئے حکومت پاکستان اور مسلمانان پاکستان پر بے بنیاد الزامات عائد کرنا قادیانیوں کا پرانا وطیرہ ہے۔

اس رپورٹ میں ایک الزام یہ عائد کیا گیا ہے کہ تعزیرات پاکستان کی بعض دفعات، قادیانیوں کے خلاف امتیاز پر مبنی ہیں، بالخصوص وہ دفعہ جو قادیانیوں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے سے روکتی ہے۔ اس الزام کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں ہی نہیں تو وہ "بالواسطہ یا بلاواسطہ" اپنے آپ کو مسلمان کیسے ظاہر کرسکتے ہیں؟ وہ تو ایسے کھلے ہوئے کافر ہیں کہ دیگر کافروں کو بھی ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ ایک ہندو جج نے اپنے ایک فیصلے میں صاف طور پر یہ لکھا تھا کہ قادیانی، مسلمانوں سے الگ ہیں اور ان کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ہے۔ اب بتایئے کہ کیا آپ کی عقل اس بات کو مانتی ہے کہ ایک کافر کو اجازت دیدی جائے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہا کرے اور تمام عالم کے مسلمانوں کو کافر کہا کرے؟ اگر ایک ڈاکو یہ اعتراض کرے کہ تعزیرات پاکستان کی بعض دفعات میرے خلاف امتیاز پر مبنی ہیں تو اس کی یہ بات قابل سماعت ہوگی؟ اسی طرح اگر وہ یہ کہے کہ بعض دفعات مجھے اپنے آپ کو امن پسند اور قانون پسند شہری ظاہر کرنے سے روکتی ہیں تو اس کا یہ کہنا درست ہوگا؟ ہرگز نہیں! یہی حال قادیانیوں کا ہے، وہ مذہبی ڈاکو ہیں جو مذہب کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے میں مصروف ہیں، جس طرح ڈاکو کو امن پسند اور قانون پسند نہیں کہا جاتا بلکہ مملکت کا غدار اور باغی قرار دیا جاتا ہے اسی طرح قادیانیوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے غدار اور باغی قرار دیا ہے اور ایسے غداروں کو کافر اور مرتد قرار دیا جاتا ہے نہ کہ مسلمان، اس لئے قادیانیوں کے خلاف ایسی دفعات جو انہیں اپنے آپ کو مسلمان قرار دینے سے روکتی ہیں، قطعی طور پر صحیح اور برحق ہیں، جس پر اعتراض کا امریکی محکمہ خارجہ سمیت کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ "ملاؤں" نے سلام کرنے اور اپنے بچوں کے نام "محمد" رکھنے پر قادیانیوں کے خلاف الزامات عائد کئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ سلام صرف ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کرسکتا ہے۔ جب قادیانیوں کو آئینی طور پر پاکستان میں غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیا گیا تو انہوں نے اشتعال پھیلانے کی غرض سے کلمہ طیبہ کے استعمال اور دیگر ایسی حرکتیں شروع کردیں جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوں، سلام کرنا بھی ایک ایسا ہی حربہ ہے، کیونکہ ایک مسلمان کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی قادیانی اسے سلام کرے بلکہ یہ چیز تو موجب فساد ہے۔ اگر فساد کو روکنے کی غرض سے قادیانیوں کے سلام کرنے پر پابندی عائد کردی جائے تو یہ بالکل بجا ہے۔ یہاں یہ بات کہنا بہت ضروری ہے کہ امریکی محکمہ خارجہ نے علمائے کرام کے بارے میں اپنی رپورٹ میں "ملاؤں" کا لفظ جس سیاق و سباق میں استعمال کیا ہے وہ انتہائی

ختم نبوۃ

توہین آمیز ہے جس سے علماء کرام کی تضحیک کا پہلو نکلتا ہے' یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ امریکی صدر کو کوئی بھنگی یا موچی کہہ دے۔ اگر امریکی اپنے صدر کے خلاف ایسے الفاظ کے استعمال کو درست نہیں سمجھتے تو انہیں علمائے اسلام کے بارے میں بھی اس قسم کے سوقیانہ الفاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے اور کم از کم علمائے کرام کے بنیادی انسانی حقوق کی پاسداری تو کرنی چاہئے۔ رہا مسئلہ قادیانیوں کی جانب سے بچوں کے نام ''محمد'' رکھنے کا' تو ہماری معلومات کے مطابق قادیانی اپنے بچوں کے نام ''محمد'' نہیں بلکہ ''احمد'' رکھتے ہیں اور وہ بھی بطور لاحقہ کے' مثلاً بشیر احمد' ناصر احمد' طاہر احمد وغیرہ' آج تک ''محمد'' کے ساتھ کوئی نام کسی قادیانی کا سامنے نہیں آیا' اس لئے مذکورہ بالا الزام سراسر غلط ہے۔

ایک الزام دوبارہ یہی عائد کیا گیا ہے (جسے بار بار الٹ پھیر کر عائد کیا جاتا ہے) کہ قادیانیوں کی اکثریتی آبادی پر مشتمل شہر اور ان کے روحانی مرکز چناب نگر میں قادیانیوں پر اکثر و بیشتر مظالم ہوتے ہیں۔ ان ''مظالم'' کی تفصیل آپ گزشتہ کئی اداریوں میں پڑھ چکے ہیں مگر امریکی محکمہ خارجہ کے ذمہ داروں اور اس رپورٹ کے مرتبین سے ایک سنگین غلطی یہ ہوگئی ہے کہ انہوں نے مظالم کا شکار ہونے والوں کی جگہ غلطی سے ''قادیانی'' لکھ دیا ہے جبکہ وہاں انہیں ''مسلمان'' لکھنا چاہئے تھا اور یوں لکھنا چاہئے تھا کہ چناب نگر میں قادیانیوں کی آبادی ہے اور مسلمان اکثر و بیشتر ان کے مظالم کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

انہی گزشتہ اداریوں میں چناب نگر میں قادیانیوں کے عقوبت خانوں (ٹارچر سیلوں)' تفتیشی سینٹروں اور چیک پوسٹوں کے انکشاف پر مبنی خبریں بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں' آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ کس طرح چناب نگر میں قادیانی غنڈوں نے ۱۷/ جنوری ۲۰۰۳ء کو مبلغ ختم نبوت مولانا غلام مصطفیٰ کو کالج روڈ پر ناکہ بندی کر کے پکڑ لیا' انہیں ہراساں کیا اور انہیں اغوا کرنے کی کوشش کی' آپ اس سے بھی واقف ہو چکے ہیں کہ ۷/ نومبر ۲۰۰۲ء کو کس طرح محمد آصف ولد محمد صدیق کو قادیانی غنڈوں نے دارالصدر کے ریلوے پھاٹک کے قریب ڈبل کیبن گاڑی نمبر FWD9397 کے ذریعہ سائیڈ مار کر موٹر سائیکل سے گرا دیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے اور بعد ازاں انہیں اغوا کر کے اپنے عقوبت خانے میں لے گئے' جہاں سے انہیں پولیس کی مداخلت پر رہائی ملی' آپ کے علم میں ہے کہ ۱۷/ ستمبر ۲۰۰۲ء کو رانا مبین اختر ولد حاجی امان اللہ' کاشف علی اور محمد طیب کو قادیانی غنڈوں نے دارالصدر کی سڑک سے آتشیں اسلحہ کے زور پر اغوا کر کے حمید اللہ قادیانی کے عقوبت خانے میں ساڑھے تین گھنٹے تک ٹارچر کیا اور ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا' مقامی پولیس نے خود ان مغویوں کو قادیانیوں سے برآمد کیا' آپ گواہ ہیں کہ ۹/ جنوری ۲۰۰۳ء کو بہروز خان ولد امیر زرین کو باب الابواب کے قریب FWD9397 نمبر پلیٹ کی حامل ڈبل کیبن گاڑی میں سوار قادیانی غنڈوں نے کس طرح سرعام ہراساں کر کے اغوا کرنے کی کوشش کی بلکہ انہیں کچھ دیر حبس بے جا میں بھی رکھا' ان صفحات نے آپ کو بتایا ہے کہ کس طرح ۱۶/ جنوری ۲۰۰۳ء کو محمد طارق ولد مولوی محمد شہباز کے گھر واقع باب الابواب پر نذیر احمد قادیانی اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کیا اور محمد طارق کو گھر کے صحن میں تشدد کر کے شدید زخمی کر دیا' آپ اس سے لاعلم نہیں کہ ۲۴/ جنوری ۲۰۰۳ء کو رانا نعیم اختر کو غیر قانونی چیک پوسٹ پر موجود قادیانی غنڈوں نے کس طرح روکا' ہراساں کیا اور دھمکیاں دینے کے بعد ان کی تصویر کھینچنے کے بعد انہیں چھوڑا۔ خود قادیانیوں کے روزنامے ''الفضل'' نے اپنی ۳۱/ جنوری ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں یہ اعتراف کیا ہے کہ قادیانی چناب نگر میں اپنا ایک متوازی سیکیورٹی کا نظام چلا رہے ہیں۔ یہ تمام واقعات قادیانیوں کی اکثریتی آبادی پر مشتمل شہر چناب نگر میں رونما ہوئے ہیں جس میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی جانب سے مظالم' ہراساں کئے جانے اور تشدد کا نشانہ بننا پڑا ہے۔ اس کے باوجود قادیانیوں کی طرفداری ظالم کو تقویت پہنچانے کی ایک جدید کوشش کے سوا اور کچھ نہیں۔

ان حقائق کی موجودگی میں ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ امریکی محکمہ خارجہ کی یہ رپورٹ جانبدارانہ اور بدنیتی اور قادیانیت نوازی پر مبنی ہے اور اس کے یہ حصے جن کا تذکرہ ہم نے اداریے کی ان اقساط میں کیا ہے' وہ قطعی طور پر متنازع ہیں اور قادیانیوں کے ایما پر اس رپورٹ میں شامل کئے گئے ہیں۔ اس رپورٹ میں پاکستان' حکومت پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے بارے میں انتہائی منفی رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ یہ رپورٹ علمائے کرام کی تضحیک پر مبنی ہے۔ ہم امریکی حکومت بالخصوص امریکی محکمہ خارجہ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس رپورٹ سے یہ متنازع حصے فی الفور حذف کئے جائیں' پاکستان کے بارے میں منفی پروپیگنڈا بند کیا جائے' قادیانیوں کو مظلوم ظاہر کرنے کی روش ترک کی جائے' مسلمانوں پر بے بنیاد الزامات عائد کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے' حکومت پاکستان کو مہتمم کرنا بند کیا جائے' علمائے اسلام کی تضحیک سے اجتناب برتا جائے' تعزیرات پاکستان پر تنقید ترک کی جائے اور قادیانیوں کے بارے میں صحیح صورتحال واضح کی جائے۔ امریکی محکمہ خارجہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ قادیانیت نوازی پر مشتمل ایسی رپورٹیں مسلمانوں کو ان کی حکومت سے مزید متنفر کرنے کا باعث بن رہی ہیں' اس لئے مستقبل میں ایسی متنازع رپورٹوں کی اشاعت سے گریز کیا جائے۔

اس موقع پر ہم حکومت پاکستان سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سرکاری سطح پر امریکی حکومت پر واضح کرے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوتا بلکہ قادیانی سول بیورو کریسی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ حکومت پاکستان کو یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ پاکستان کے بارے میں اپنی حالیہ رپورٹ کی آئندہ تصحیح کرے اور قادیانیوں پر مظالم اور توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کے تذکرے کو اس رپورٹ سے حذف کر کے اس کی بجائے اصل صورتحال واضح کرے۔ واشنگٹن میں قائم پاکستانی سفارتخانے کو قادیانی پروپیگنڈے کے اثرات کو کم کرنے کے لئے آگے آنا چاہئے اور امریکی کانگریس کے ممبران اور سینیٹرز سے ملاقاتیں کر کے ان پر زور دینا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

چاہئے کہ وہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے مطالبہ کریں کہ وہ پاکستان کے بارے میں غلط رپورٹوں کی اشاعت سے گریز کرے اور حقائق پر مبنی رپورٹیں شائع کرے۔ حکومت پاکستان کو یہ بھی واضح کرنا چاہئے کہ توہین رسالت کا قانون آج تک صرف ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہی استعمال کیا گیا ہے اس لئے آئندہ اس قانون پر تنقید کا سلسلہ بند کیا جائے ورنہ اسے ملکی معاملات میں مداخلت تصور کیا جائے گا۔

اب حکومت پاکستان کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں کہ قادیانیوں پر مظالم کے جھوٹے پروپیگنڈے نے ملکی ساکھ کو بین الاقوامی سطح پر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ چونکہ اس گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذمہ دار صرف اور صرف قادیانی ہیں اس لئے حکومت کو ان کے بارے میں اپنے طرز عمل میں تبدیلی لانی چاہئے اور حقیقت پسندی سے کام لے کر قادیانیوں کو ملک کے کلیدی عہدوں سے فارغ کرنا چاہئے اور سرکاری محکموں میں ان کے عمل دخل کو محدود کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بارے میں ملک میں رائج قوانین کے نفاذ کو یقینی بنانا چاہئے اور قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کی پالیسی ترک کر دینی چاہئے۔ (ختم شد)

حضرت مولانا مفتی محمود داؤد یوسفؒ کا سانحہ ارتحال

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز صحبت' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کے خلیفہ مجاز بیعت حضرت مولانا مفتی محمود داؤد یوسفؒ گزشتہ دنوں میانمار (سابقہ برما) میں رحلت فرما گئے۔ آپ نے ۸۷ سال کی عمر پائی۔ حضرت مرحوم کے والد ماجد الحاج داؤد ہاشم محمد شیٹ بھی حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز صحبت تھے جبکہ آپ کے والد کے چچا حاجی محمد یوسفؒ حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز بیعت تھے۔ حضرت مرحوم مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فارغ التحصیل تھے۔ دوران تعلیم رئیس التبلیغ حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلویؒ آپ کے رفیق درس رہے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ حضرت مولانا اسعد اللہؒ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ آپ ۱۹۳۱ء میں حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور حضرت تھانویؒ نے آپ کو اپنا ''خلیفہ مجاز صحبت'' بنایا۔ حضرت تھانویؒ نے آپ کو تجوید کی سند بھی عطا فرمائی تھی۔ ان کے علاوہ آپ کو دیگر اکابرین سلسلہ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ حضرت اقدس مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنیؒ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی زیارتوں' شفقتوں اور برکات کے حصول کا بھی خوب خوب موقع ملا۔ میانمار میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کا سلسلہ آپ کے ذریعہ بہت پھیلا اور وہاں کے اکثر علمائے کرام آپ کے ذریعہ داخل سلسلہ ہوئے۔ آپ مرکزی جمعیت علمائے اسلام برما کے صدر تھے جامعہ اسلامیہ دارالعلوم رنگون اور دارالافتاء کی خدمات بھی آپ سے متعلق رہیں اور مساجد کے انتظامات بھی آپ کے ذمہ رہے۔ بلاشبہ اس وقت پورے میانمار میں آپ کے درجہ کا کوئی عالم اور بزرگ موجود نہیں تھا۔ آپ ۱۹۶۴ء سے رابطہ عالم اسلامی کے ممبر تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور جن بے شمار مدارس مکاتب اور دینی اداروں کی آپ سرپرستی فرماتے تھے انہیں آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور دیگر زعماء و کارکنان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ہم حضرت مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور حضرتؒ کے رفع درجات کے لئے دعا کرتے ہیں۔ قارئین سے حضرتؒ کے لئے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

حضرت مولانا عبداللطیف مسعود (ڈسکہ) کی رحلت

۸/ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۴/ مئی ۲۰۰۳ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور رد عیسائیت کے ماہر اسکالر حضرت مولانا عبداللطیف مسعود (ڈسکہ) رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا عبداللطیف مسعود (ڈسکہ) جید عالم دین اور بہترین مدرس تھے۔ تمام زندگی قناعت کے ساتھ دین کی خدمت میں گزاری۔ شروع سے ہی عقیدۂ ختم نبوت' رد قادیانیت اور رد عیسائیت کی طرف رجحان تھا' اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوگئے۔ آپ کے مضامین اکثر ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور نزول پر آپ کی کتاب اہل علم میں بہت زیادہ

باقی صفحہ 10 پر

ختم نبوۃ

نسبت مع اللہ کی اقسام اربعہ

حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب (محدث دہلویؒ) نے اپنی تفسیر میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ مشائخ مریدین پر جو توجہ ڈالتے ہیں' اس کی چار قسمیں ہیں۔

سب سے پہلی قسم ''نسبت انعکاسی'' ہے' جو سب سے ضعیف ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ فی نفسہ مرید میں کچھ ہوتا نہیں لیکن شیخ کے پاس بیٹھنے سے شیخ کا عکس اس کے قلب پر پڑتا ہے۔ مجاہدہ اور حضرات مشائخ کی صحبت سے قلب کے اندر ایک صفائی پیدا ہو جاتی ہے' جس سے وہ مثل آئینہ کے ہو جاتا اور اس کے اندر اشیاء منعکس ہونے لگتی ہیں اور اس کے دل کے اندر اثر پڑتا ہے۔ یہ نسبت سب سے ادنیٰ درجہ کی ہے کیونکہ اس کی بقا صرف اس وقت تک ہے جب تک شیخ کی مجلس میں رہے اور جب وہاں سے دور ہوگا' وہ نسبت بھی ختم ہو جائے گی' جیسے آئینہ کہ جب تک سامنے ہے' اس کے اندر عکس موجود رہے گا اور جب سامنے سے ہٹ جائے گا تو عکس بھی ختم ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ نسبت پختہ نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے بعض مشائخ کو دھوکہ ہو جاتا ہے اور وہ لوگ یہ سمجھ کر کہ یہ اس کا اپنا اثر ہے' اس کو خلافت دیدیتے ہیں اور بعد میں اس کا نقص ظاہر ہوتا ہے تو شیخ کو اعلان کرنا پڑتا ہے کہ فلاں سے یہ حرکات صادر ہوئی ہیں' اس وجہ سے ان کی اجازت واپس لی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ حقیقت میں اجازت ہی نہیں تھی جو واپس لی جاتی' اس لئے کہ اجازت تو نسبت پر موقوف ہے' اور وہ اس سے خالی تھا۔ اس نسبت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی عطر فروش کے پاس رہتا ہو' تو جب تک وہ اس کے پاس رہے گا' اس کا دماغ عطر سے معطر ہوتا رہے گا اور جب وہاں سے اٹھے گا تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوگا۔

دوسری نسبت جو اس سے اونچی ہے' اس کا نام ''القائی'' ہے' کیونکہ یہاں شیخ اپنی نسبت کو مرید کی طرف القا کرتا ہے اور اپنے انوار باطنیہ اور قوت روحانیہ سے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ اب مرید میں کچھ صلاحیت پیدا ہو گئی۔ یہ درجہ اول سے قوی ہے مگر ہے یہ بھی ضعیف۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے چراغ کہ جب تک اس میں تیل رہے گا اور سخت ہوا سے محفوظ رہے گا' جلتا رہے گا' ورنہ بجھ جائے گا۔ اسی طرح شیخ اپنے قلب سے انوار کا تیل اس کے چراغ میں ڈالتا ہے اور اپنی قوت نورانیہ سے اس کو روشن کر دیتا ہے۔ اب مرید کا کام یہ ہے کہ اس کی حفاظت کرے اور معاصی کی ہوا سے اس کی حفاظت رکھے' بالخصوص نظر بد سے کہ وہ سم قاتل ہے۔

تیسری نسبت ''اصلاحی'' کہلاتی ہے۔ یہ اول دو سے بہت قوی ہے۔ اس کے اندر مرید اپنے قلب کو ریاضات اور مجاہدوں سے بالکل صاف کر لیتا ہے اور شیخ کے توجہ ڈالنے پر اس کے انوارات پوری طرح سے قبول کر لیتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی محنت کے بعد نہر کھودے اور اس کو بالکل صاف کرے اور اس کا دہانہ کسی دریا سے ملا دے' جس کی وجہ سے اس کی نہر میں بھی پانی آ جائے۔ اب اگر اس نہر میں کوئی خس و خاشاک اور مٹی وغیرہ آئے گی تو پانی کے دباؤ سے خود بخود بہتی چلی جائے گی۔

''چکی کا پاٹ'' (یعنی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کی رائے) یہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے' جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ'' ۔ اس پر ابوذرؓ نے عرض کیا: ''و ان زنی و ان سرق'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: ''و ان زنی و ان سرق۔''

اور چوتھی نسبت ''نسبت اتحادی'' ہے کہ شیخ کے ساتھ (مرید کی) طبیعت اتنی متحد ہو جائے کہ جو اس (شیخ) کے قلب میں آئے' وہی مرید کے قلب میں بھی آئے۔

حضرت شاہ (عبدالعزیز) صاحبؒ نے اس کی مثال میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ایک باورچی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا' وہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت (خواجہ باقی باللہؒ) کے یہاں کچھ مہمان آئے۔ ان بزرگوں کا قاعدہ یہ رہا ہے کہ اپنی ذات کے لئے آنے والے ہدایا سے اتنے خوش نہیں ہوتے جتنے اس سے خوش ہوتے ہیں کہ ان کے مہمان کے لئے کوئی ہدیہ لاوے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے یہاں فاقہ تھا۔ ان کو مہمانوں کی مہمان نوازی کی فکر ہوئی۔ اس باورچی کو معلوم ہوا تو یہ ایک بڑا سا خوان کھانے کا لایا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے کہا: ''اپنے جیسا بنا دو۔'' حضرت (خواجہ باقی باللہؒ) ایک دم ٹھٹک گئے اور فرمایا: ''کچھ اور مانگ لے۔'' لیکن وہ نہیں مانا۔ حضرتؒ نے دوبارہ اصرار کیا۔ پھر اس کے اصرار پر حضرتؒ اس کو اپنے حجرے میں لے گئے۔ اب حضرت (خواجہ باقی باللہؒ) نے حجرے میں کیا کیا؟ اس کو تو کسی نے ذکر نہیں کیا مگر ہمیں اس حدیث: "فغطني الثالثه" نے بتلا دیا کہ بھینچا ہوگا۔ بہر حال تھوڑی دیر کے بعد دونوں حضرات باہر تشریف لائے تو (دونوں کی) صورت تک ایک ہو چکی تھی۔ صرف اتنا فرق تھا کہ حضرت (خواجہ باقی باللہؒ) کے تو ہوش و حواس درست تھے مگر وہ (باورچی) مدہوش تھا' اور تین دن بعد (وہ باورچی) انتقال کر گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ مرید کو آہستہ آہستہ ترقی دیتے ہیں لیکن بعض مشائخ اس کے خلاف کرتے ہیں کہ ذکرِ لسانی کے کچھ ہی دن بعد ذکرِ قلبی اور دوسرے اوراد شروع کرا دیتے ہیں' جو نقصان دہ ہوتا ہے۔

بہر حال حضرت شاہ (عبدالعزیز) صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریلؑ نے جو یہاں (غارِ حرا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) تین مرتبہ بھینچا' وہ اسی نسبت اتحادی کے پیدا کرنے لئے تھا۔ ''چکی کا پاٹ'' (یعنی حضرت شیخ الحدیثؒ کی رائے) یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو نسبت حاصل تھی' وہ نسبت اتحادی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا' وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی واقع ہوا مثلاً اساریٰ بدر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ یہ تھا کہ سب کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا کہ سب کی گردن اڑا دی جائے۔

اسی طرح جب صلح حدیبیہ واقع ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے سے بھرے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ کیا یہ دین حق نہیں ہے؟ کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی نرمی سے جواب دیا کہ ہاں! میں اللہ کا سچا نبی ہوں اور ہمارا دین برحق ہے اور تم حق پر ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر ایسا کیوں ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ایسا ہی مناسب ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں سے اٹھ کر سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور وہی بات کہی جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کہہ کر آئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی لفظ بہ لفظ وہی جواب دیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے تھے۔

اسی اتحاد کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہوئے۔ اگر اس وقت خدانخواستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا اور کوئی خلیفہ بن جاتا تو کہرام مچ جاتا' اس لئے کہ ایک طرف کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ ہوتا اور دوسری طرف چونکہ وہ اتحاد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہیں تھا' تو یقیناً کچھ نہ کچھ کام خلاف بھی صادر ہو جاتے' اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔

پھر جب وفات نبوی کا غم کچھ ہلکا ہو گیا اور انتظامات درست ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا کیونکہ اب ضرورت انہی کی تھی' یہاں فوج بھیج وہاں بھیج' یہ انتظام وہ انتظام' اس کی سرکوبی اس کی تادیب' یہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کر سکتے تھے۔

''چکی کا پاٹ'' یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل الوحی جو چھ ماہ ریاضت اور مجاہدہ میں گزارے' جس کے اندر منامات اور رؤیائے صالحہ کا خوب ورود ہوا' تو اس وقت آپ کا قلب مبارک صاف ہو چکا تھا' اس کے بعد حضرت جبریلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو نسبت انعکاسی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد غطۂ اولیٰ سے نسبت القائی اور غطۂ ثانیہ سے نسبت اصلاحی اور غطۂ ثالثہ سے نسبت اتحادی پیدا ہوئی اور پھر اس کے بعد تیرہ سال قبل الہجرۃ جو معارج اور منازل طے فرمائے' وہ بعد کی ترقیات ہیں۔ (ماخوذ از تقریر بخاری شریف)

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

محبت ذاتِ نبویؐ اور سنّت کی پیروی

مولانا محمد اکرم طوفانی

یاد رکھنا چاہئے کہ نبیوں کی زندگی میں لوگوں پر دو قسم کے فرائض عائد ہوتے ہیں: ایک تو ان کی ذات سے ترجیحی محبت اور دوسرا ان کی مثالی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا اور ان کے قول وفعل کو بطور حجت اپنانا۔ نبیوں کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ان کی سنت کی پیروی نہ صرف یہ کہ ضروری بلکہ فرائض میں سے ہے' لیکن نبی کی ذات سے محبت اور ان کی عزت وناموس کو نظر انداز کر کے صرف ان کی پیروی ہی کا نام دین رکھنا' عقل وفہم سے بالا تر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے واقفیت اور اس کا مطالعہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تو رحمت بھیجیں اور مخالفوں پر لعنت کا سلسلہ شروع کر دیا جائے بلکہ مطلب صرف اس قدر ہے کہ ہم انکی سیرت اور اسلامی اقدار کو اسی طرح اپنے لئے مشعل راہ بنائیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنایا بلکہ اس کا عملی نمونہ پیش فرمایا' میں یہ نہیں کہتا کہ دین صرف اور صرف تردید مرزائیت اور رد قادیانیت ہی کا نام ہے' باقی اعمال ضروری نہیں ہیں بلکہ میرا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات سے ہم کو یہ سبق بھی سیکھنا چاہئے کہ ہم دنیا والوں سے محبت اور قرابت والوں سے محبت کریں' خدا کی توحید کا ڈنکا بجائیں' اپنے معاملات کو قرآن وسنت کے مطابق بنائیں' اہل ملک سے امن اور صلح سے پیش آئیں' بیوی بچوں کے حقوق کی نگہداشت کریں' پڑوسیوں کا خیال رکھیں اور ان کے حقوق ادا کرنا میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں۔

اسی طرح غریبوں' مسکینوں' حاجت مندوں کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں' جہاں تک ہو سکے مسکینوں اور غریبوں کی ان کے حقوق کے مطابق امداد کو اپنا فریضہ سمجھیں اور ان کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں' تبلیغ کریں' لوگوں کی خیر خواہی کو دین اور دنیا میں مقدم رکھیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت اور ان کی عظمت کو نظر انداز نہ کریں' اہل بیتؓ سے قلبی تعلق رکھیں اور ان کی آبرو اور عزت کو نگاہ میں رکھیں اور اس کے تحفظ کو اپنا جزو ایمان سمجھیں' قرآن وحدیث کے ادارے چلائیں اور تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے اندر ایمان و اعمال پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو بروئے کار لائیں۔ غرضیکہ معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ اس لئے کہ یہ سارا دین ہے اور دین کے اعمال ہیں' لیکن میں اس قدر پھر عرض کروں گا کہ ان تمام اعمال کو کرتے ہوئے اور دین سمجھتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ترجیحی سلوک' ان کی عزت وناموس کی تعظیم و تقدیس اور اس کی حفاظت کے عملی مظاہرہ کے بغیر دین نامکمل رہے گا' ایمان نامکمل رہے گا۔ مثال کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی کو لیجئے کہ فتح مکہ کے دن ایک صحابی حضرت ابو سفیان کو جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' انہیں اور ان کے ساتھ ایک اور مسلمان نوجوان صحابیؓ کو جن کا نام غالباً ابن مرۃ تھا' ان دونوں کو لے کر وہ صحابیؓ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان ہیں اور یہ عائذ ابن مرہ ہیں ایک نوجوان مسلمان ہیں۔

ترمذی شریف میں روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو سختی سے روکا کہ ایسا نہ کہو کہ یہ ابوسفیان ہے اور یہ عائذ ابن مرہ ہے بلکہ یوں کہو کہ یہ عائذ ابن مرہ ہیں اور یہ ابو سفیان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو اس لئے منع کیا کہ اس نے خدمت میں پیش کرنے کے لئے حضرت ابوسفیانؓ کا جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے پہلے نام لے لیا۔ آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی برداشت نہ کیا کہ کافر کا نام پہلے کیوں لیا بلکہ فرمایا کہ عائذ ابن مرہ مسلمان صحابی کا نام پہلے لو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی وجہ سے عزت دی ہے لہٰذا نام بھی انہی کا پہلے لو۔

میری عرض اتنی ہے کہ جو ذات سراسر رحمت کا مجسمہ اور اخلاق عالیہ کا مرقع تھی ان کی غیرت اور حمیت کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی مبارک زندگی میں اپنے سامنے ایک کافر کا نام پہلے لینے سے نہ صرف اغماض بلکہ سختی سے منع کرتے ہیں اور اس کے برعکس ہماری حالت یہ ہو کہ ہم نہ صرف یہ کہ کافروں سے بلکہ ان سے جنہیں کافر کہنا بھی کفر کی توہین ہے یعنی قادیانیوں اور مرزائیوں سے (جو دراصل زندیق ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں) ان سے تعلقات رکھیں اور ان کی شادیوں میں جائیں اور ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کریں اور ان سے ایسی گپ شپ رکھیں کہ خود قادیانی بھی حیران اور ششدر رہ جائیں کہ یہ کیسا مسلمان ہے؟ بلکہ یوں کہا جائے کہ قادیانی اپنے کفر اور زندقہ پر اس لئے مصر ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی عقیدت اور محبت کا محور سمجھیں کہ اگر ہم کسی بڑے کفر اور نفاق کے مرتکب ہوتے تو یہ مسلمان ہمارے ساتھ کیسے روابط رکھتے؟ مسلمانوں کا ہمارے ساتھ رابطہ رکھنا ہی اس بات کی علامت ہے کہ چند ملاؤں کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے ہمارا کوئی مخالف نہیں ہے سوائے ان چند مسلمانوں کے جو اس قسم کے علما کے ساتھ لگے ہوئے ہیں باقی تو سب ہمارے ساتھ رابطہ میں ہیں کیا ایک مسلمان جو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے اسلام کا دعویدار ہو اور ایسا بظاہر نظر بھی آ رہا ہو لیکن وہ قادیانیوں کو کفر پر مضبوط اور پکا رکھنے کا سبب بن رہا ہو اس مسلمان کو ہم کیا سمجھیں؟ کیا اس کی نماز اس کا روزہ اس کی تلاوت اس کی تبلیغ اس کا ذکر قابل قبول ہو سکتا ہے؟ اور بالفرض اگر یہ ان قادیانیوں سے نفرت کرتا بھی ہے لیکن اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو ان کے ساتھ روابط رکھنے سے منع بھی نہیں کرتا اور خاموشی سے اس سارے مکروہ اور قبیح منظر کو دیکھ کر خاموش ہو جاتا ہے تو اس کو کیا کہیں؟ آپ ہی بتائیں؟؟؟

☆☆..........☆☆

اداریہ

مقبول ہے۔ اکثر و بیشتر سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں آپ کی تشریف آوری جاں نثاران ختم نبوت کے لئے حوصلہ افزائی کا باعث بنتی۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے آپ بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔ آپ کا سانحہ ارتحال جاں نثاران ختم نبوت کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کے درجات بلند فرمائے۔ حضرت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی نیابت کرتے ہوئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام ارکان اور متعلقین کے لئے یہ ایک عظیم صدمہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز جون سے شروع ہونے والے نئے اشاعتی سال کے لئے فی الحال سالانہ زر تعاون ۳۵۰/- روپے ہے۔

نوٹ: اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

ختم نبوۃ

عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء

(چھٹی قسط)

حیات ونزول مسیح علیہ السلام کی حکمت

مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

گزشتہ سطور میں حیات و نزول مسیح (علیہ السلام) کو دلائل و براہین کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جو ایک منصف اور طالب حق کو علم یقین عطا کرتے ہیں' اب مزید طمانیت قلب کے لئے ان چند حکمتوں کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جن کو علماً حق نے اس سلسلہ میں بیان فرمایا ہے لیکن اس کے مطالعہ سے قبل یہ حقیقت بہرحال پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور اس کی مشیت کی مصلحتوں کا احاطہ عقل انسانی کے لئے ناممکن ہے اور مخلوق' خالق کائنات کے اسرار و حکم پر عبور بھی کیسے کر سکتی ہے؟ تاہم علماً امت فراست مومن اور علم حق کی راہ سے دین اور احکام دین کے اسرار و مصالح پر قلم فرسائی کرتے اور اپنی محدود دسترس کے مطابق اس موضوع پر علمی حقائق کا اظہار کرتے آئے ہیں۔

اسلامی دور کی علمی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دور اول میں علم الاسرار کی امامت کا شرف عمر بن الخطاب' علی بن ابی طالب اور عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) کو حاصل تھا' اور اس کے بعد اگرچہ ہر ایک صدی میں دو چار علماءِ ربانی اس کے ماہر و محقق رہے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ خلیفۂ اموی عمر بن عبدالعزیزؒ' امام ابوحنیفہ' علماً عزالدین بن عبدالسلام مصری' حافظ ابن تیمیہ' امام غزالی' رومی' سید مرتضیٰ زبیدی اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کو اس علم سے خاص مناسبت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں اُن کو فطری ملکہ عطا فرمایا تھا۔

بہرحال حکمت کی حیثیت لطائف و نکات کی ہوتی ہے اور اس کو دلیل و حجت کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا' اس لئے زیر بحث مسئلہ میں بھی ''حکمت و مصلحت'' کا ذکر اسی نقطۂ نظر سے سمجھنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب ولکل شئی عندہ فصل الخطاب۔

ا:...... یہود بنی اسرائیل اپنی مذہبی کتابوں کی پیشگوئیوں اور بشارتوں میں یہ پڑھ چکے تھے کہ ان کو دو شخصیتوں ''مسیح ہدایت'' اور ''مسیح ضلالت'' سے سابقہ پڑے گا' اس لئے وہ منتظر تھے کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد مسیح ہدایت'' کا ظہور کب ہوتا ہے؟ لیکن شومئی قسمت کہ جب مسیح ہدایت کا ظہور ہوا تو انہوں نے بغض و حسد کی راہ سے اس کو ''مسیح ضلالت'' کہہ کر رد کر دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ آمادۂ قتل ہو گئے اور چونکہ قتل انبیاً ان کا دستور رہا تھا' اس لئے وہ اس پر ہر وقت جری رہتے تھے' پس جبکہ وہ دوسرے انبیاً علیہم السلام کی طرح ان کے قتل کے بھی قائل ہو گئے تو یہ تعجب خیز بات نہ ہوئی کہ جب مسیح ضلالت (دجال) کا خروج ہو تو یہود اس کو مسیح ہدایت کہہ کر قومی حیثیت سے اس کے پیرو ہو جائیں کیونکہ مذہبی تعلیمی کے پیش نظر ان پر مسیح ہدایت کا اتباع ضروری تھا اور جب وہ مسیح ہدایت کو مسیح ضلالت کہہ کر قتل کر چکے تو اب مسیح ضلالت کو ہی اس کے دعوے کے مطابق مسیح ہدایت تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے' مگر مشیت الٰہی فیصلہ کر چکی تھی کہ مسیح ضلالت کی گمراہی کا فتنہ چونکہ عظیم الشان ہوگا اور وہ اول خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کے بعد مسیح ہدایت بنے گا' اس لئے اس کا خروج قیامت کے قریب ہی ہونا چاہئے جو دور فتن یعنی فتنوں کی آماجگاہ ہوگا' اس لئے حکمتِ الٰہی کا یہ بھی منشا ہوا کہ ''مسیح ہدایت'' کو یہود کے فتنہ سے اس طرح بچا لیا جائے کہ وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگا سکیں اور جب وہ وقت آ پہنچے کہ مسیح ضلالت اپنی گمراہی کا علم بلند کرے تو مسیح ہدایت ملاءِ اعلیٰ سے کائنات ارضی پر اُترے اور یہود بنی اسرائیل جو کہ بہ تعداد کثیر مسیح ضلالت کے پیرو ہو رہے ہوں گے' اپنی آنکھوں سے حق و باطل کا مشاہدہ کر لیں اور جب مسیح ہدایت کے مقدس ہاتھوں سے مسیح ضلالت کا خاتمہ ہو جائے تو ''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا'' حق الیقین بن کر ان کی نگاہوں کے سامنے آ جائے اور اس طرح قبول حق کے ماسوا ان کے لئے

دوسرا چارۂ کار باقی ہی نہ رہے اور یا پھر وہ بھی مسیح ضلالت کے ساتھ "فی النار" کردیئے جائیں۔

نیز یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ادیان وملل کی تاریخ میں صرف یہودی ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے اپنے انبیاءؑ (علیہم السلام) کو بھی قتل کرنے سے ہاتھ نہیں روکا لیکن حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد یہود نے جن انبیاءؑ کے خون ناحق سے ہاتھ رنگے تھے وہ صرف "نبی" ہی تھے جو 'علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل' کا مصداق تھے مگر کوئی صاحب شریعت رسول ان کے اس قتل ناحق کا مظلوم نہیں بنا تھا' اس لئے یہ پہلا موقع تھا کہ انہوں نے ایک جلیل القدر رسول (عیسیٰ بن مریم) کو قتل کرنے کا نہ صرف ارادہ کیا بلکہ دنیاوی اسباب کے لحاظ سے مکمل تیاری کرلی تھی' تب مشیت حق نے یہ فیصلہ کیا کہ مسیح ہدایت کو اس طرح بچالیا جائے کہ خود یہود کو بھی محسوس ہوجائے کہ وہ مسیح بن مریم پر دسترس نہ پاسکے' لہٰذا فیصلہ' مشیت بروئے کار آیا اور حضرت مسیح کو ملاء اعلیٰ کی جانب اٹھالیا گیا اور تمام دنیوی اسباب ہیچ ہوکر رہ گئے' لیکن اس احساس کے باوجود چونکہ حقیقت حال تک نہ پہنچ سکے اور ظن وگمان ہی کے قعر میں پڑے رہے' گو اپنی بات رکھنے کے لئے مشہور یہی کرتے رہے کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کردیا' ادھر متبعین مسیح ہدایت (نصاریٰ) کی بدبختی دیکھئے کہ کچھ عرصہ کے بعد پولوس رسول نے ان میں عقیدہ تثلیث وکفارہ کی بدعت پیدا کرکے یہود کے گھڑے ہوئے افسانہ صلیب کو بھی داخل عقیدہ کردیا' اور اب یہود ونصاریٰ دونوں جماعتیں اس گمراہی میں مبتلا ہوگئیں کہ عیسیٰ بن مریم' صلیب پر چڑھا کر قتل کردیئے گئے۔ تب قرآن عزیز نے نازل ہوکر حق وباطل کے درمیان فیصلہ سنایا اور حضرت مسیح (علیہ السلام) کے متعلق دونوں جماعتوں نے جو دو الگ الگ رُخ اختیار کئے تھے اور پھر ایک مسئلہ میں دونوں کا اتفاق بھی ہوگیا تھا' ان سب کے متعلق علم یقین کے ذریعہ حقیقت حال کو واشگاف اور دونوں کی گمراہی کو واضح کرکے قبول حق کے لئے دعوت دی مگر جماعتی حیثیت سے دونوں نے انکار کردیا اور حضرت مسیح سے متعلق اپنے اپنے گمراہ کن عقیدہ پر قائم رہے' مگر عالم الغیب والشہادۃ چونکہ ان حقائق کا ان کے وقوع سے قبل عالم ودانا تھا' اس لئے اس کی حکمت کا یہ بھی تقاضا ہوا کہ مسیح ہدایت کو کائنات ارضی پر اس وقت دوبارہ بھیجا جائے جب مسیح ضلالت کا بھی خروج ہوچکے تاکہ یہود ونصاریٰ کے سامنے حقیقت حال مشاہدہ کے درجہ میں روشن ہوجائے' یہود آنکھوں سے دیکھ لیں کہ جس کے قتل کے مدعی تھے قدرت الٰہی کے کرشمے کی بدولت وہ بقید حیات موجود ہے اور نصاریٰ نادم ہوں کہ حضرت مسیح کی سچی پیروی چھوڑ کر جو گمراہ کن عقیدہ اختیار کیا تھا' وہ سرتاپا باطل اور ہیچ تھا اور اس طرح ہدایت و ضلالت کے معرکہ میں حق کی سربلندی اور باطل کی پستی کا دونوں مشاہدہ کرکے قرآن عزیز کی تصدیق پر مجبور ہوجائیں اور دونوں جماعتیں "ایمان حق" کو برضا ورغبت اختیار کرلیں اور اپنے باطل عقائد پر شرمسار وسرنگوں ہوجائیں اور چونکہ ان دونوں جماعتوں کے علاوہ ہدایت وضلالت کا یہ مشاہدہ و مظاہرہ دوسرے اہل باطل بھی کریں گے' اس لئے وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں گے اور اس طرح احادیث صحیحہ کے مطابق اس زمانہ میں کائنات ارضی کا صرف ایک ہی مذہب ہوگا اور وہ "اسلام" ہوگا۔

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و کفیٰ باللہ شھیدا۔"

ادیان وملل کی تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاءؑ علیہم السلام اور معاندین حق کے درمیان "سنت اللہ" کے دو مستقل دور رہے ہیں۔ پہلا دور حضرت نوح (علیہ السلام) پر ختم ہوتا ہے' اس دور میں سنت اللہ یہ رہی کہ جب قوموں نے اپنے پیغمبروں کی صدائے حق پر کان نہ دھرا بلکہ برابر اس کا تمسخر کرتی اور اس کے پیغام حق کے آڑے آتی رہیں' تب اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو ہلاک کردیا اور دوسروں کے لئے ان کو باعث عبرت وبصیرت بنادیا اور دوسرا دور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے شروع ہوکر خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے' اس دور میں سنت اللہ کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ جب اعداء حق اور دشمنان دین قویم نے کلمہ حق کی مخالفت پر اصرار کیا' اپنے پیغمبروں کو ایذا دی اور ان کے ساتھ تمسخر کو اپنا نصب العین بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ہلاک کرنے کی بجائے اپنے پیغمبروں کو یہ حکم دیا کہ وہ خدا کی راہ میں وطن چھوڑ دیں اور ہجرت کرجائیں' چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے قوم (یہ حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم نہیں تھی اس لئے کہ یہ بنی سام (سامی) تھے اور نمارد وعراق اوران کی قوم بنی حام (حامی) تھے) کے سامنے یہ اعلان کیا:

"انی مھاجر الیٰ ربی انہ ھو العزیز الحکیم"

اور عراق سے شام کی جانب ہجرت فرماگئے پھر یہی صورت حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو پیش آئی اور وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے شام کو ہجرت کرگئے مگر فرعون اور اس کے لشکریوں نے چونکہ مزاحمت کی اور ہجرت کے بھی آڑے آئے' اس لئے وہ بحر قلزم میں غرق کردیئے گئے۔

ختم نبوۃ

اور یہی صورت نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیش آئی کہ جب قریش مکہ نے اذیت' تمسخر' دین حق کے ساتھ تصادم' اعمال دین کی مزاحمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا' تب مشیت الٰہی کا فیصلہ ہوا کہ آپ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں' چنانچہ ہر قسم کی نگرانی اور مکان کے ہر طرف محاصرہ کے باوجود کرشمۂ قدرت سے آپ محفوظ و مامون مدینہ ہجرت کر گئے۔

''سنت اللہ'' کے اسی دور میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بعثت ہوئی اور ان کی قوم بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ اور ان کی دعوتِ حق کے ساتھ بھی وہ سب کچھ کیا جو معاندین حق اور دشمنان دین اپنے پیغمبروں کے ساتھ کرتے رہے تھے اور ان میں ایک یہ خصوصیت زیادہ تھی کہ وہ حضرت مسیح (علیہ السلام) سے قبل چند انبیاؑ کو قتل تک کر چکے تھے اور اب حضرت مسیحؑ کے قتل کے درپے تھے' اسی کے ساتھ یہ مسطورۂ بالا حقیقت بھی فراموش نہیں رہنی چاہئے کہ یہود ''مسیح ہدایت'' اور ''مسیح ضلالت'' دو مسیح کے منتظر تھے اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو مسیح ضلالت قرار دے کر آج بھی مسیح ہدایت کے منتظر ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کا یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کی ہجرت' کائناتِ ارضی کی بجائے ملاءِ اعلیٰ کی جانب ہو تا کہ مقررہ وقت آنے پر وہ مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کے درمیان مشاہدہ سے امتیاز کر سکیں اور ایک جانب اگر مسیح ہدایت کو مسیح ہدایت سمجھیں تو دوسری جانب قرآن کے فیصلہ حق کی صداقت و حقانیت کو دیکھ کر دین حق ''اسلام'' کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور ساتھ ہی نصاریٰ کو بھی اپنی جہالت اور یہود کی کورانہ تقلید پر ندامت ہو اور وہ بھی تعلیم قرآن کی صداقت پر یقین و اعتقاد کے ساتھ شہادت دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

کچھ عجیب صورتِ حال ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) اور خاتم الانبیاؑ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان دعوت و تبلیغ حق اور معاندین کی جانب سے حق کی معاندت و مخالفت' اور پھر اس کے نتائج و ثمرات میں بہت ہی زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے' دونوں کی اپنی قوم نے دونوں کو جھٹلایا' دونوں کی قوموں نے سازشِ قتل کے بعد مکانوں کا محاصرہ کیا' قدرتِ حق کے کرشمۂ اعجاز نے دونوں کو دشمنوں کی دسترس سے ہر طرح محفوظ رکھا' دونوں کے لئے ہجرت کا معاملہ پیش آیا' البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت چونکہ بعثت عامہ تھی اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لئے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کرۂ ارضی پر قیام مسلسل ضروری تھا' اس لئے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کا حکم ہوا اور عیسیٰ ابن مریم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) چونکہ قوم کو دعوتِ حق پہنچا چکے تھے اور ایک خاص مقصد عظیم کے پیش نظر ان کا مدتِ مدید کے بعد کائناتِ ارضی پر موجود ہونا ضروری تھا' اس لئے ان کو ہجرت ارضی کی بجائے ہجرت سماوی پیش آئی' پھر جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے ''قائد ضلالت'' امیہ بن خلف کو اپنے حربہ سے قتل کیا' عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) بھی اپنی قوم کے مسیح ضلالت ''دجال'' کو قتل کریں گے اور جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بعد آپ کے وطن مکہ پر قدرتِ حق نے اقتدار عطا فرما دیا' عیسیٰ بن مریمؑ کا نزول بھی شام ہی کے اس مشہور شہر میں ہوگا' جس سے اپنی قوم کی معاندانہ سازشوں کی بنا پر ملاءِ اعلیٰ کی جانب ہجرت پیش آئی تھی اور بیت المقدس' دمشق اور شام کے پورے ملک پر یہود کے علی الرغم ان کی حکومت ہوگی۔ (خلاصہ از عقیدۃ الاسلام)

۲:...... حضرت مسیح (علیہ السلام) سے پہلے قتل انبیاؑ (علیہم السلام) نے یہود کو اس درجہ گستاخ اور بے باک بنا دیا تھا کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ کسی ہستی کے متعلق یہ فیصلہ کہ وہ نبی صادق ہے یا متنبی کاذب؟ ہمارے ہاتھ میں ہے اور جس کو ہم اور ہمارے فقیہ ''کاذب'' قرار دے دیں وہ واجب القتل ہے' چنانچہ اسی زعم باطل میں انہوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو مسیح ضلالت کہا اور ان کے فقیہوں نے قتل کا فتویٰ صادر کر دیا۔ حالانکہ یہ وہ جلیل القدر ہستی تھی کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد بنی اسرائیل میں اس پایہ کا کوئی پیغمبر مبعوث ہی نہیں ہوا تھا اور اس نے جدید پیغامِ حق (انجیل) کے ذریعہ روحانیت کی مردہ کھیتی میں دوبارہ جان ڈال دی تھی' تب اللہ تعالیٰ کی مشیت کا فیصلہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے بنی اسرائیل کے اس زعم باطل کو پاش پاش کر دیا جائے اور دکھا دیا جائے کہ رب العالمین' خالق کائنات جس کی حفاظت کا وعدہ کر لے' کائنات کی کوئی ہستی یا مجموعہ کائنات بھی اس پر دسترس نہیں پا سکتی' چنانچہ ید قدرت نے اس وقت اس مقدس ہستی کو جسدِ عنصری کے ساتھ ملاءِ اعلیٰ کی جانب اٹھا لیا جب کہ مکان کے محاصرہ کے ساتھ دشمنوں نے اس کی حفاظتِ جان کے تمام وسائل دنیوی مسدود کر دیئے تھے۔

پھر اس واقعہ نے ایک نئی صورت پیدا کر دی' وہ یہ کہ مذاہب کی تاریخ میں صرف حضرت مسیح (علیہ السلام) ہی کی شخصیت ایسی ہے جن کے قتل و عدمِ قتل کے متعلق حق و باطل کے درمیان سخت اختلاف پیدا ہوا اور یہود و نصاریٰ کے باہم واقعہ صلیب و قتل پر

ختم نبوة

اتفاق کے باوجود دو باطل اور متضاد عقائد کی کشمکش نظر آنے لگی۔

یہود قتل وصلیب کی وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ "مسیح ضلالت" تھے اور نصاریٰ وجہ صلیبیت یہ بتاتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے جو کائنات کے گناہوں کا کفارہ بننے کے لئے بھیجے گئے تھے تاکہ پاپی دنیا پاپ سے پاک ہوجائے اور صدیوں بعد جب قرآن نے "امر حق" کو واضح اور مسیح بن مریم سے متعلق حقیقت حال کو روشن کیا' تب بھی دونوں جماعتوں نے جماعتی حیثیت سے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا' لہٰذا قدرت حق کا فیصلہ ہوا کہ خود مسیح بن مریم (علیہما السلام) ہی وقت موعود پر نازل ہوکر قرآن کے فیصلہ کی تصدیق کریں اور یہود ونصاریٰ کے باطل عقائد کا خود بخود اس طرح خاتمہ ہوجائے اور اس کے بعد مدعیان اہل کتاب کو شرک و باطل کی پیروی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور خدا کی حجت اُن پر تمام ہوجائے۔

نیز جبکہ اللہ تعالیٰ نے کائنات ہست وبود کے لئے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ خدا کی ہستی کے ماسوا ہر ایک وجود کو فنا اور موت ہے "کل نفس ذائقة الموت" "کل شئی هالک الا وجهه" اور یہ ظاہر ہے کہ ملاء اعلیٰ اور عالم قدس مقام موت نہیں ہے بلکہ مقام حیات ہے' اس لئے از بس ضروری ہے کہ عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) بھی موت کا ذائقہ چکھیں اور اس کے لئے کائنات ارضی پر اتریں تاکہ زمین کی امانت زمین ہی کے سپرد ہو' اس لئے "حیات و رفع" کے بعد نزول ارضی مقدر ہوا۔ (فتح الباری ج ۶)

علماء حق نے حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق جو "اسرار وحکم" بیان فرمائے ہیں' یہاں ان کا احاطہ مقصود نہیں ہے' اس لئے مختصراً چند حکمتوں کا ذکر کردیا گیا' ورنہ محدث عصر علامہ سید محمد انور شاہ (کشمیری) نوراللہ مرقدہ' نے اس سلسلہ میں ایک طویل مقالہ "عقیدة الاسلام" میں سپرد قلم فرمایا ہے جو لائق مطالعہ ہے' حضرت استاد (علامہ انور شاہ کشمیری) نے نہایت لطیف مگر دقیق پیرایہ بیان میں کائنات عالم کو "انسان کبیر" اور انسان کو "عالم صغیر" قرار دے کر ان ہر دو عالم کی حیات وموت پر جو بحث فرمائی ہے' اس سے حضرت مسیحؑ کے رفع اور قرب قیامت میں کائنات ارضی کی جانب رجوع کی حکمت بہت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے۔

آخر میں اب اپنی جانب سے چند جملے اس سلسلہ میں اضافہ کرکے اس مبحث کو ختم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۳:.....قرآن عزیز میں "میثاق انبیاً" سے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے (یہ) عہد لیا کہ جب تمہارے پاس (خدا کی جانب سے) کتاب اور حکمت آئے' پھر ایسا ہو کہ تمہاری موجودگی میں ایک رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے' جو تصدیق کرتا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں' ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا' اللہ تعالیٰ نے کہا: کیا تم نے اقرار کیا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ہم نے اقرار کیا' اللہ نے کہا: پس تم اپنے اس عہد پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔" (آل عمران)

آل عمران کی ان آیات میں حسب تفسیر حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اس عہد وپیمان کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں خاتم الانبیاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انبیاً ورسل (علیہم السلام) سے لیا' قرآن کے اسلوب بیان کے مطابق اگرچہ یہ خطاب انبیاً ورسل کی معرفت ان کی امتوں سے تھا کہ ان میں سے جو امتیں خاتم الانبیاً صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور دعوت حق میں ان کی نصرت کریں' چنانچہ ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے دور میں تعلیم حق کے ساتھ ساتھ خدا کے اس وعدہ کو بھی یاد دلایا اور ان میں سے اہل حق نے وعدہ دیا اور اقرار کیا کہ ضرور ان پر ایمان لائیں گے اور پیغام حق میں ان کی مدد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاً میں سے جس نبی کو بھی کسی قوم کی رُشد وہدایت کے لئے مبعوث فرمایا' تو اس سے یہ عہد ضرور لیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اس وقت زندہ ہو جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگی' تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور ان سے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی اپنی امتوں سے بھی یہی عہد وپیمان لیں کہ ان میں سے جو اس وقت موجود ہوں وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول)

تو یہ "میثاق النبیین" اگرچہ اس طرح پورا ہوتا رہا' تاہم ازل میں چونکہ اس عہد ومیثاق کے اول مخاطب حضرات انبیاً ورسل تھے' اس لئے اس میثاق کی عملی حیثیت کا تقاضا تھا کہ خود انبیاً ورسل میں سے بھی کوئی نبی یا رسول اس عہد ومیثاق کا عملی مظاہرہ کرکے دکھائے تاکہ یہ خطاب اولین براہ راست بھی موثر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

ثابت ہو مگر ''ثم جاء کم رسول'' میں بقاعدہ عربیت خطاب تھا ان تمام انبیاؑ و رسل سے جو ذاتِ اقدس سے پہلے اس کائناتِ ارضی میں مبعوث ہونے والے تھے کیونکہ ازل ہی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مقرر ہو چکا تھا ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ''خاتم النبیین'' کا اجتماع صرف اسی ایک شکل میں ممکن تھا کہ انبیاء سابقین میں کوئی ایک پیغمبر بعثتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول فرمائیں اور وہ اور ان کی امت دنیائے انسانی کے سامنے خاتم الانبیاؑ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ''دین حق'' کی مدد و نصرت کا مظاہرہ کریں تاکہ ''لتومنن بہ و لتنصرنہ'' کا وعدہ حق پورا ہو۔

یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو چکی ہے کہ اگرچہ تمام انبیاؑ و رسل اپنے اپنے زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات دیتے چلے آتے تھے لیکن یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہی کے حصہ میں آئی کہ وہ ذاتِ اقدس کی بعثت کے لئے تمہید اور براہِ راست منادِ و مبشر بنے اور بنی اسرائیل کو تعلیم حق دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: ''انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد'' اور حقیقت یہ ہے کہ خاتم انبیاؑ بنی اسرائیل ہی کا یہ حق تھا کہ وہ خاتم الانبیاؑ والرسل کی بعثت کا ''مناد'' اور ''مبشر'' ہو' اس لئے حکمتِ ربانی کا یہ فیصلہ ہوا کہ ''میثاق النبیین'' کی وقار کے لئے ان ہی کو منتخب کیا جائے اور اس معاملہ میں وہی تمام انبیاؑ و رسل کی نمائندگی کریں تاکہ امتوں کی جانب سے ہی نہیں بلکہ براہِ راست انبیاؑ و رسل کی جانب سے وفائے عہد کا عملی مظاہرہ ہو سکے' اسی حقیقت کے پیشِ نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: ''انا اولی الناس بعیسی بن مریم و لا نبیاء اولاد علات لیس بینی و بینہ نبی''

مگر قرآن چونکہ خدا کا آخری پیغام ہے اور ''انا لہ لحافظون'' کے وعدۂ الٰہی نے رہتی دنیا تک اس کو تحریف سے محفوظ کر دیا ہے' اس لئے قدرتی طور پر اس کی تعلیم کے ثمرات دوسرے انبیاؑ علیہم السلام کی تعلیمات کے مقابلہ میں مدتِ طویل تک اپنا کام کرتے رہیں گے اور اس کی روشنی سے قلوب کو گرمانے اور طاعتِ ربانی کے لئے مشتعل کرنے کے لئے ''علمائے امت'' انبیاؑ بنی اسرائیل کی طرح خدمتِ حق انجام دیتے رہیں گے لیکن جب بعثتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گزرے ہوئے بہت ہی طویل عرصہ ہو جائے گا اور امتِ مرحومہ کے عملی قویٰ اور اجتماعی اعضاء میں انتہائی اضمحلال پیدا ہو کر یہ کیفیت ہو جائے گی کہ ان کی بیداری اور تیز روی کے لئے صرف علماءِ حق کی روحانیت ہی کافی ثابت نہیں ہوگی' وہ وقت اس کا متقاضی ہوگا کہ کوئی ''قائم بالحجۃ'' ان کو سنبھالے اور اس لئے مشیتِ الٰہی نے مقدر کیا کہ جو ہستی (عیسیٰ بن مریم) انبیاؑ و رسل کے میثاق ازل کی نمائندگی کے لئے مامور ہے' اس کا ایسے ہی وقت نزول ہو اور وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رہ کر ذاتِ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نیابت اور امت کی امامت کا فرض انجام دے اور ''لتومنن بہ و لتنصرنہ'' کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے۔

اب کرشمہ قدرت دیکھئے کہ ازل کے ان مقدرات نے جو کہ ملاءِ اعلیٰ سے تعلق رکھتے تھے کائناتِ ارضی میں کس طرح اپنی بساط بچھائی؟ بنی اسرائیل اپنے جلیل القدر پیغمبر کے قتل کے لئے سازش مکمل کر چکے ہیں' شاہی دستہ چہار جانب سے مکان کو محصور کئے ہوئے ہے مگر قدرتِ حق اپنا کام اس طرح نہیں کرتی کہ معجزانہ کرشمہ کے ذریعہ ان کو محفوظ وہاں سے نکال کر خدا کی وسیع زمین کے دوسرے حصہ میں ''ہجرت'' کرا دیتی نہیں بلکہ ہوا یہ کہ ان کو ملاءِ اعلیٰ کی ہجرت کے لئے محفوظ و مامون زندہ اٹھا لیا اور سازش و محصور کرنے والوں کو ظن و ریب کی دلدل میں پھنسا کر ان کے لئے ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کا نشان عطا کر دیا اور پھر ارضی انسان کے ارضی احکام کے لئے وہ وقت مقرر کر دیا جو 'میثاق النبیین'' کی نمائندگی کے لئے موزوں تھا' یہی ہے وہ حقیقت جس کو زبانِ وحی ترجمان نے اس طرح ظاہر فرمایا: ''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً'' اور اسی کو نصِ قرآن نے یوں واضح کیا ہے: ''وانہ لعلم للساعۃ''۔

پھر یہ ہستی میثاق انبیاؑ و رسل کی نمائندگی کا اس طرح حق ادا کرے گی کہ جب اس کا نزول ہوگا تو اس کرشمہ قدرت کو دیکھ کر مسلمانوں کے قلوب تصدیق قرآن اور تازگی ایمان سے روشن ہو جائیں گے اور وہ حق الیقین کے درجہ میں یقین کریں گے کہ بلاشبہ راہ مستقیم صرف ''اسلام'' ہی ہے اور مخبر صادق کی جس طرح یہ خبر ''صادق'' نکلی' عالم غیب سے متعلق اس کی تمام خبریں اسی طرح حق اور بلاشبہ حق ہیں اور نصاریٰ تحقیق قوم اپنے باطل عقیدے ''تثلیث و کفارہ'' پر نادم و شرمسار ہوں گے اور قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو اپنے لئے راہِ نجات اور راہِ سعادت یقین کریں گے اور یہود جب مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کے معرکۂ حق و

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

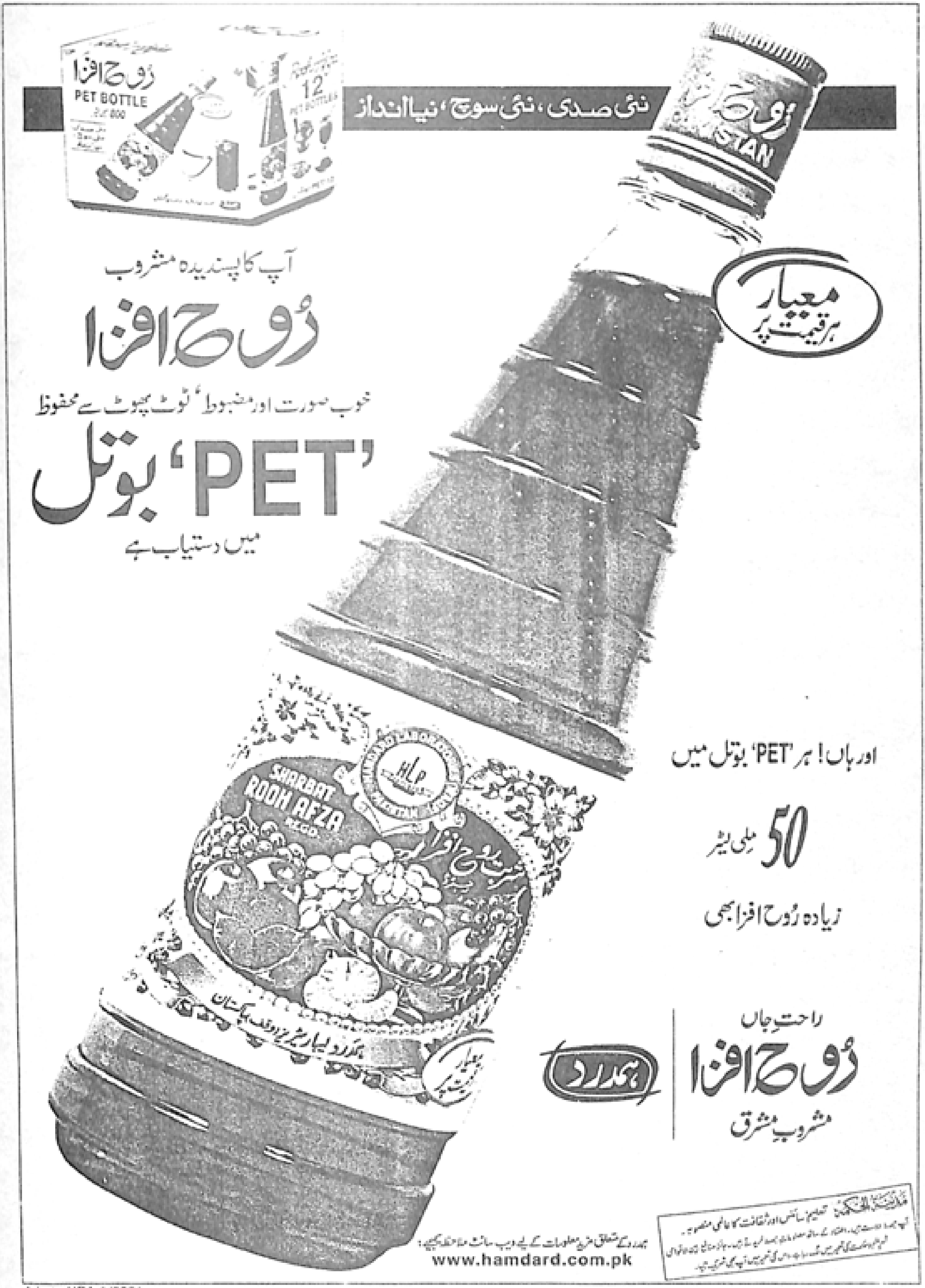

Adarts-HRA-5/2001

ختم نبوۃ

تاریخ تدوین فقہ اسلامی

مولانا محمد ابراہیم قاسمی

فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریفیں:

فقہ کے لغوی معنی علم، سمجھ اور دانائی کے ہیں۔

"الفقہ بالکسر العلم بالشئی' والفہم له' والفطنة" (القاموس ج:۴،ص:۴۱۴) یہ لفظ متعدد جگہ قرآن وحدیث میں آیا ہے:

"لیتفقهوا فی الدین"

(التوبہ:۱۲۲)

ترجمہ: "تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں۔"

"ولکن لاتفقهون تسبیحهم"

(بنی اسرائیل:۴۴)

ترجمہ: "لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا۔"

"من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین"

(بخاری)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے' اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔"

فقہ کی اصطلاحی تعریف' جو امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے' وہ یہ ہے:

"معرفة النفس مالها وماعلیها"

فقہ کی یہ تعریف اتنی وسیع ہے کہ اس کے دائرے میں تمام علوم دینیہ: اعتقادیات: وحدانیت وربوبیت' نبوت ورسالت' عذاب قبر' بعث ونشر اور جنت وجہنم پر ایمان' وجدانیات: سلوک وتصوف' اخلاق باطنہ' ملکات نفسانیہ' زہر وصبر' عملیات: نماز' زکوۃ' روزہ' حج' نکاح و طلاق' بیع وشراء آجاتے ہیں۔

امام صاحب کی یہ تعریف اس دور کے علم فقہ سے ہم آہنگ تھی' اس لئے کہ فقہ اس وقت دوسرے علوم دینیہ سے جدا نہیں ہوئی تھی' بلکہ اعتقادیات ووجدانیات کو شامل تھی' بعد میں جب علوم کی تقسیم ہوئی تو فقہ کا دائرہ عملیات تک محدود ہوکر رہ گیا۔ امام غزالی شاکیانہ اسلوب میں لکھتے ہیں:

"لوگوں نے فقہ کے نام میں تصرف کیا' تو اسے علم فتاویٰ اور دلائل وعلل کی واقفیت تک محدود کرکے رکھ دیا' جب کہ پہلے زمانہ میں فقہ کا اطلاق علم آخرت' آفات نفس کی باریکیوں کی معرفت اور دنیا کی حقارت پر ہوتا تھا' اسی لئے زاہد فی الدنیا اور راغب فی الآخرہ کو فقیہ کہا جاتا تھا۔"

(کشاف اصطلاح الفنون جلد اول' ص:۳۱)

فقہ جب عملیات تک محدود ہوگئی تو تعریف بھی بدل گئی' اب تعریف یہ ہے:

"الفقه هو العلم بالأحكام الشرعية العملية' من ادلتها التفصيلية."

(حوالہ بالا' ص:۳۱' جلد اول)

یہ تعریف حضرت امام شافعیؒ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

فقہ کا آغاز:

اگر فقہ کو اس دائرے میں دیکھا جائے جسے امام ابوحنیفہؒ نے کھینچا ہے' جس کے تحت تمام علوم دینیہ آتے ہیں' تو اس کا آغاز اسی وقت ہوگیا تھا' جس وقت اسلام کا ظہور ہوا' اور اگر اس دائرے میں دیکھا جائے جسے متاخرین نے کھینچا ہے' تو اس کی باضابطہ بنیاد ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ڈالی گئی' مکہ میں احکام فرعیہ سے متعلق بہت کم آیتیں نازل ہوئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن اور بعثت نبوی کا بنیادی مقصد لوگوں کو علم خداوندی اور معرفت الٰہی سے روشناس کراکر کلمہ توحید "لا الٰہ الا اللہ" دلوں میں راسخ اور جاگزیں کرنا تھا' عقائد و افکار کی تبدیلی' ذہنی' فکری رجحان کی اصلاح اور درستگی تھی' پھر احکام عبادات اور معاشرے میں رائج خرابیوں کی طرف توجہ' اعتقادیات کا مسئلہ ہی اصل مسئلہ تھا۔ یہی ایک مسئلہ تیرہ سال تک قرآنی آیت کا محور بنا رہا' قرآن

نے اسی کو مختلف انداز میں سمجھایا' احکام فرعیہ کو بہت کم چھیڑا' عملیات سے تعرض برائے نام کیا' جن عملیات کو چھیڑا اور جس انداز سے چھیڑا' ان کی ایک گونا مناسبت اعتقادیات سے ہو جاتی ہے' اس لئے جو موجودہ فقہ ہے' اس کی بنیاد مدینہ میں ڈالی گئی۔

تدوین فقہ اسلامی کے ادوار:

علماً نے تاریخ فقہ کو چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا دور: یہ ظہور اسلام سے شروع ہوتا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرا دور: یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے شروع ہوتا ہے اور خلافت راشدہ کے خاتمہ پر ختم ہو جاتا ہے۔

تیسرا دور: اس کا آغاز خلافت راشدہ کے خاتمہ سے اور اختتام دوسری صدی کے اوائل پر ہوتا ہے۔

چوتھا دور: دوسری صدی کے اوائل سے اس کی ابتدا اور چوتھی صدی کے نصف پر انتہا ہوتی ہے۔

پانچواں دور: چوتھی صدی کے نصف سے شروع ہوتا ہے اور ۶۵۶ھ میں بغداد تاتاریوں کے قبضہ میں جانے پر ختم ہوتا ہے۔

چھٹا دور: سقوط بغداد سے اس کی ابتدا ہوئی اور اب تک یہی دور جاری ہے۔ (تاریخ التشریع الاسلامی: سائس' سبکی' بربری)

پہلا دور' دور نبوت:

اس دور کو مکی اور مدنی دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے' مکی دور میں مسئلہ اعتقادیات زیر بحث رہا ہے اور مدنی دور میں عملیات' اسلام نے اعتقادیات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ہی عملیات پر توجہ دی ہے۔ عبادات' معاملات' جنایات' کفارات' جہاد و قتال' نکاح و طلاق' وصیت و وراثت' قصاص و دیت اور دیگر انفرادی و اجتماعی احکام کی تفصیل بیان کی ہے' اس مدت میں قرآن نازل ہوتا رہا اور امت کو انفرادی و اجتماعی زندگی گزر بسر کرنے کا طریقہ بتاتا رہا اور قانونی دستاویز بنتا رہا' اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور تقریرات بھی تشریع کی بنیاد و اساس بنتی گئیں' اس دور میں حوادث اور پیش آنے والے واقعات کو فرض اور مقدر نہیں کیا گیا' اور نہ ہی احکام تدوین اور تفریع و استنباط کے لئے اسباب و علل کی تلاش و جستجو ہوئی بلکہ مسلمانوں کو معاملہ پیش آتا' اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے' آپ کبھی آیت کے ذریعہ کبھی حدیث اور کبھی اپنے عمل سے اس کا حکم شرعی بتاتے' کبھی حضرات صحابہ کرامؓ کے عمل پر نکیر نہ کر کے اس کی تصویب فرماتے' اس دور میں تشریع و احکام کی پوری اتھارٹی صرف پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھی' کسی کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں تھا' یہی وجہ ہے کہ اس دور میں کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا۔

اس دور میں فقہ و فتاویٰ اور تشریع کے اصل مصادر و مآخذ صرف وحی کی دونوں قسمیں: متلو اور غیر متلو تھیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اجتہاد فرماتے اور صحابہ کرامؓ کی اجتہادات پر حوصلہ افزائی فرماتے' اس طور پر اجتہاد کی بنیاد خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی مگر ان اجتہادات کی نوعیت منصوص کی تھی' اس لئے اگر یہ اجتہادات صحیح ہوتے تو وحی سے ان کی تائید و توثیق ہوتی ورنہ تنبیہ' مثلاً پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں اجتہاد فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے اتفاق کر کے فدیہ لے کر رہا کرنے کو ترجیح دی' جب کہ حضرت عمرؓ کی رائے قتل کرنے کی تھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے یہاں رکھے قیدیوں کو' جب تک خوب خونریزی نہ کر لے ملک میں۔'' (الانفال:۶۷)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حلال چیزوں کو مصلحتاً اپنے اوپر حرام کر لیا تھا' یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد تھا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی! تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تجھ پر؟'' (التحریم:۱)

منافقین نے غزوۂ تبوک میں شرکت کے سلسلے میں عذر پیش کیا اور مدینہ ہی میں رہنے کی اجازت طلب کی' پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دے دی' یہ سمجھ کر کہ ان کا شریک ہونا بھلائی نہیں بلکہ فساد ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''اللہ بخشے تجھ کو' کیوں رخصت دے دی ان کو؟ یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو۔'' (التوبہ:۴۳)

اسی طرح ایک عورت نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا کہ: میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمہ نذر کا روزہ ہے' تو کیا میں ان کی جانب سے رکھوں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ کی ماں پر قرض ہوتا اور آپ اسے ادا کرتیں تو ادا نہ ہوتا؟ جواب دیا: ادا ہوتا' پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ کا قرض ادا کئے جانے کا زیادہ حقدار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خود اجتہاد و قیاس سے کام نہیں لیا' بلکہ حضرات صحابہ کرامؓ کو اجازت

دے کر اور ان کی تحسین و تصویب فرما کر اس میں مزید وسعت پیدا کر دی اور امت کے لئے پیش آنے والے مسائل کے حل کے تعلق سے آسانیاں فراہم کر دیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اجتہاد و قیاس کی بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑ گئی تھی اور خود اس کے بانی اور مؤسس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں' یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔

دوسرا دور' زمانہ خلفاء راشدین:

جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اس وقت تک لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے فقہ و فتاویٰ اور مسائل و احکام کے سلسلے میں رجوع کرتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو یہ ذمہ داری خلیفہ اور اجلہ صحابہؓ کے سپرد ہوئی' اس دور میں فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا' نئے واقعات و حوادث پیش آئے' نئی اقوام کا سامنا ہوا' جن کی اپنی ایک تہذیب و ثقافت اور طرز زندگی تھا' اس دور میں کچھ فتنے بھی معرض وجود میں آئے' ان تمام مسائل سے نبٹنے کے لئے اجتہاد و استنباط ناگزیر تھا۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے اجتہاد کی مشق کرائی تھی اور اجتہاد و استنباط کی راہ ہموار کی تھی' ان مسائل کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا' صحابہ کرامؓ کا اجتہاد' پیش آمدہ مسائل تک محدود رہا' انہوں نے حوادث و نوازل فرض کر کے احکام بیان نہیں کئے' اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ فقہ و فتاویٰ میں غایت احتیاط سے کام لیتے تھے اور خطاء و غلطی میں پڑنے کے خوف سے فتویٰ دینے سے گریز کرتے تھے نیز مفروضہ واقعات میں محنت صرف کرنے کو اپنے قیمتی اوقات کا زیاں سمجھتے تھے۔ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

"اس دور میں اجتہاد و استنباط پیش آمدہ مسائل و حوادث تک محدود رہا' غیر موجود مسائل کو فرض کر کے اور اس کے وقوع کو مقدر مان کر بحث و مباحثہ نہیں کرتے تھے' وقوع پذیر مسائل و حوادث کے احکام بتانے پر اکتفا کرتے' دوان میں پڑنے کو عبث' خیر و برکت سے دوری اور اپنے قیمتی اوقات کا تضیع سمجھتے نیز لغزش اور خطا سے بچنے کے لئے فتویٰ دینے سے بہت دور بھاگتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں غیر وقوع مسائل و احکام میں توسیع نہیں ہوئی۔ حضرت زید ابن ثابت سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ سوال کرتے کہ یہ وجود میں آ گیا ہے یا نہیں؟ اگر کہا جاتا کہ آ گیا ہے تو جواب دیتے' ورنہ چھوڑ دیتے اور کہتے کہ وجود میں آنے دو۔"

(تاریخ التشریع الاسلامی ص:۸۶)

سائس لکھتے ہیں:

"کبار صحابہ اور ارباب علم اس زمانہ میں یا تو خلیفہ اور والی ریاست تھے یا ان کے معین و مددگار' ان کے پاس مملکت اسلامیہ' مسلمانوں کے دینی و دنیوی معاملات اور سیاست سے متعلق امور کا جو انبار تھا ان کی وجہ سے حوادث و مسائل فرض و مقدر کرنے کا موقع نہیں ملا۔"

(حوالہ بالا ص:۸۶)

اس دور میں قرآن کریم کی تدوین کا کام ہوا مگر حدیث و فقہ کی تدوین کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ہوئی' البتہ اجلہ صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ عملی اور زبانی طور پر محفوظ کر لئے گئے۔ دیگر صحابہ کرام اور تابعین ان کی روشنی میں فتاویٰ دیتے' اس دور میں اختلافات بھی بہت کم رونما ہوئے' اس کی وجہ یہ تھی کہ کبار صحابہ کرام تقریباً سب ایک جگہ تھے' آپس میں تبادلہ خیال کر کے اکثر و بیشتر اتفاق کی صورت نکال لیتے۔ اجماع بھی بہت آسان اور حوادث و نوازل کم ہی پیش آتے' نیز صحابہ کرامؓ فتویٰ دینے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

اس دور کے ممتاز فقہاء اور اصحاب فتاویٰ:

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ (م:۱۳ھ) خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ (م:۲۳ھ) خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ (م:۳۵ھ) خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ (م:۴۰ھ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (م:۵۸ھ) ابوموسیٰ اشعریؓ (م:۴۲ھ) انس بن مالکؓ (م:۹۳ھ) عبداللہ بن عمرؓ (م:۷۳ھ) عبداللہ ابن عباسؓ (م:۶۸ھ) عبداللہ ابن مسعودؓ (م:۳۲ھ) معاذ ابن جبلؓ (م:۱۹ھ) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (م:۶۵ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں' جنہیں فقہ و فتاویٰ میں سیادت حاصل تھی۔

تیسرا دور:

تیسرا دور صغار صحابہؓ اور تابعین کا ہے' یہ حضرت امیر معاویہؓ کے آغاز حکومت ۴۱ھ سے شروع ہوتا ہے اور دوسری صدی کے آغاز اور اموی حکومت کے انحطاط و زوال پر ختم ہو جاتا ہے' اس دور میں بھی کتاب و سنت' اجماع اور قیاس پر استناد کرنے کا تقریباً وہی طریقہ تھا جو دوسرے دور میں تھا البتہ اس دور میں اہل علم کے مختلف شہروں اور دور دراز علاقوں میں منتشر ہو جانے کی وجہ سے اجماع کی وہ سہولت باقی نہیں رہی جو دوسرے دور میں تھی' اس دور میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا' مغرب میں اندلس اور مشرق میں ہندوچین سے اس کی سرحدیں مل گئیں' جس کی وجہ سے بہت سے نئے مسائل و معاملات سامنے آئے۔ تجارت

وزراعت‘ صنعت ومعیشت کی نئی نئی صورتیں وجود میں آئیں۔ مختلف تہذیب وثقافت اور طریقہ زندگی کا سامنا ہوا نیز واضعین حدیث اور روافض وخوارج کے فتنے نے بھی جنم لئے اس کے ساتھ ساتھ علماً حق دو مکتب فکر اہل الحدیث اور اہل الرائے میں تقسیم ہوگئے اہل الحدیث کا مرکز حجاز اور اہل الرائے کا مرکز عراق تھا‘ پھر ان کی کچھ دنوں تک نوک جھونک بھی رہی ان وجوہ کی بنا پر فقہی گروہ بندی میں شدت اور فقہاء کے درمیان بہت سارے مسائل میں اختلاف رائے ہوگیا‘ جس کی وجہ سے فقہ کا دائرہ وسیع ہوا علمی سرگرمیوں کو عروج ملا‘ نئے مسائل وحوادث پر کھل کر بحث وتحقیق ہوئی‘ فقہ وفتاوئی‘ اجتہاد واستنباط میں کئی ایک شخصیتوں نے کمال حاصل کیا‘ درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہوا مگر فقہ کی تدوین و ترتیب باضابطہ عمل میں نہیں آئی زیادہ تر زبانی طور پر ہی یہ سلسلہ جاری رہا۔

اس دور کے اہم دینی مراکز اور ممتاز فقہاء:

اس دور میں جن شخصیتوں نے فقہ واجتہاد میں کمال حاصل کیا اور نمایاں خدمات انجام دیں‘ ان میں سے مدینہ میں سعید ابن المسیبؒ (م:۹۳ھ)‘ عروۃ ابن الزبیر (م:۹۴ھ)‘ سلمان ابن یسار (م:۱۰۰ھ) قاسم ابن محمد بن ابوبکر (م:۱۰۸ھ) ابوبکر ابن عبداللہ بن حارث (م:۹۴ھ)‘ عبداللہ ابن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود (م:۹۹ھ)‘ خارجہ ابن زید بن ثابت‘ قبیصہ ابن ذویب (م:۸۶ھ)‘ نافع مولی عبداللہ ابن عمر (م:۱۱۷ھ)۔

مکہ میں: عکرمہ مولی ابن عباس (م:۱۰۵ھ) عطاء ابن ابی رباح (م:۱۱۴ھ) طاؤس ابن کیسان (م:۱۰۶ھ)۔

کوفہ میں: اسود ابن یزید (م:۷۴ یا ۷۵ھ)‘ مسروقؒ ابن الاجدع (م:۶۳ھ)‘ ابراہیم النخعی (م:۹۶ھ)‘ علقمہ ابن قیس نخعی (م:۶۱ یا ۶۲ھ)‘ عامر ابن شراحیل الشعبی (م:۱۰۴ھ)‘ قاضی شریح (م:۷۸ھ)‘ سعید ابن جبیر (م:۹۵ھ)

بصرہ میں: حسن بصری (م:۱۱۰ھ)‘ محمد ابن سیرین (م:۱۱۰ھ) جابر ابن زید۔

شام میں: مکحول دمشقی (م:۱۱۲ھ) ابو دریس خولانی (م:۸۰ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

چوتھا دور:

یہ دور علم وفن کی تدوین وارتقاء کا سب سے سنہرا دور ہے‘ اس میں فقہ ہی نہیں بلکہ تمام علوم دینیہ اور فنون اسلامیہ پھلے پھولے اور بڑھے اور جس بلندی وعروج پر پہنچے بعد میں اسے نہ پاسکے‘ محدثین نے حدیث کی تدوین‘ جمع وترتیب اور چھان بین کا سلسلہ اعلیٰ پیمانہ پر شروع کیا‘ اس میدان میں برتری و فضیلت حاصل کرنے اور سبقت برقرار رکھنے کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ قرآن کی تفسیریں لکھی گئیں‘ یونانی علوم کے ترجمے ہوئے‘ ادب و لغت‘ نحو وصرف‘ آداب وتاریخ کی نشو ونما ہوئی‘ فقہ و فتاوئی کی مرتب ومنظم طریقہ پر تدوین ہوئی‘ فقہ اپنے عروج وکمال کی منزلوں کو چھو رہی تھی۔ مکہ‘ مدینہ‘ کوفہ‘ بصرہ‘ بغداد‘ مصر‘ شام نیشاپور اور قرطبہ‘ فقہاء مجتہدین کی جولان گاہ بنے ہوئے تھے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ عباسی خلفاً سیاست کے ساتھ ساتھ علمی دینی سرگرمیوں اور علماً وفقہاء کی مجلسوں میں شریک رہتے‘ ابو جعفر منصور نے شریعت وطب کی تعلیم کے لئے مدرسے قائم کئے‘ علماً کو عطیات سے نوازا۔ ہارون رشید نے علمی تحریکوں کو آگے بڑھایا‘ علم کو عام کرنے اور اس کی نشر واشاعت کے لئے ہر مسجد کے ساتھ مدرسہ کی بنیاد ڈالی‘ ہمیشہ علماً کو اپنے ساتھ رکھتا‘ مامون رشید علماً کے ساتھ بحث ومباحثہ میں بھی شرکت کرتا‘ اس کے ساتھ فقہ کو عروج وکمال تک پہنچانے میں حریت رائے‘ بحث ومباحثہ‘ مناظرہ اور وقائع وحوادث کی کثرت‘ دوسری اقوام یہود و نصاریٰ‘ ہنود اور مجوس سے اختلاط اور معاملات کا اہم کردار ہے۔

اس دور میں فقہ کو فن کی حیثیت حاصل ہوئی‘ اجتہاد واستنباط کے قواعد وضوابط مقرر ہوئے‘ تخریج و تفریع کے اصول وضع کئے گئے‘ فقہی جزئیات کی تلاش وجستجو ہوئی‘ فقہی اصطلاحات وجود میں آئیں‘ صرف وقوع پذیر مسائل پر ہی بحث وتحقیق نہیں ہوئی بلکہ مفروضہ مسائل بھی زیر غور آئے۔

اجتہاد واستنباط کے حوالے سے یہ دور بہت روشن رہا ہے‘ اس نے بہت سے فقہاء اور ائمہ مجتہدین کو جنم دیا‘ اس دور میں اجتہاد کے افق پر تیرہ مجتہدین ایسے چمکے‘ جن کے مذاہب کی تدوین وترتیب ہوئی اور آراء کی تقلید‘ ان میں سفیان ابن عیینہ مکہ میں‘ مالک بن انس مدینہ میں‘ حسن بصری بصرہ میں‘ ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کوفہ میں‘ اوزاعی شام میں‘ شافعی اور لیث ابن سعد مصر میں‘ اسحاق ابن راہویہ نیشاپور میں‘ امام احمد‘ ابوثور‘ داؤد ظاہری اور ابن جریر بغداد میں۔ مگر ان میں سے اکثر مذاہب کتابوں کے اوراق میں سمٹ کر رہ گئے‘ انہیں ایسے حامی اور متبعین نہیں ملے‘ جو انہیں آگے بڑھاتے‘ اب پوری دنیا میں صرف چار بڑے مذاہب: حنفی‘ مالکی‘ شافعی اور حنبلی اپنی پوری افادیت و مقبولیت کے ساتھ رائج ہیں۔ انہیں کے مذاہب و مسالک کی پیروی اور آراء کی تقلید کی جا رہی ہے۔

ختم نبوۃ

ماہِ ربیع الاوّل

مولانا عبدالرشید انصاری

ربیع الاول کا ماہِ مبارک ایک بار پھر اس جہانِ فانی پر سایہ فگن ہے۔ یہی وہ مہینہ تھا جب آج سے چودہ سو ستتر سال قبل کعبۃ اللہ کے متولی حضرت عبدالمطلب کی بہو بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے وہ درِ یتیم پیدا ہوا جو غریبوں کا والی اور یتیموں کا مولیٰ تھا' جو غلاموں اور بے کسوں کا سہارا بنا' جس کے آنے سے فراعنہ وقت تھرا گئے' جس کی امت کے خلفاء نے کسریٰ ایران کے تخت و تاج الٹ دیئے' قیصر روم کے سطوت و جلال کو پارہ پارہ کر ڈالا' جو خلق عظیم کا پیکر کمال تھا' جس کے رخ تاباں اور حسن بے داغ کا نظارہ کر کے بادل چھما چھم برس پڑتے' تپتے صحراؤں کے جگر ٹھنڈک محسوس کرتے' روحوں کے گلاب مہک اٹھتے' کلیوں کا تبسم دلآویز ہو جاتا' وہ نومولود جب مسکرایا تو عرش معلیٰ سے "ورفعنا لک ذکرک" کی آواز بلند ہوئی' حوریں جو جنت میں تزئین حسن کئے بیٹھی تھیں: "من وجھک المنیر لقد نور القمر" کے ترانے گانے لگیں' ملائکہ نے کہا کہ دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا ظہور ہو گیا' صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی' صرف ایران کا آتش کدہ ہی نہیں بجھا بلکہ پوری دنیا کے جہنم زار میں جلتی ہوئی نیکی' کلمہ توحید الٰہی کی آواز سن کر اپنے اندر پھر سے زندگی کی رمق محسوس کرنے لگی' کفر کے ابوجہلوں اور شرک و تو ہم پرستی کے ابولہبوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی' رشد و ہدایت کا ماہِ کامل اپنی حسین کرنیں چار سو بکھیرنے لگا' ختم رسالت نیر تاباں مطلع الفجر سے طلوع ہوا تو حبشہ کے بلال رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اعلان کیا: اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... دنیا والو سنو! کوئی شے نہیں' کوئی ہستی نہیں' بڑا سب سے اللہ ہے...... محمد (ﷺ)...... اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آوازہ عرش زمین کے فرش پر گونجنے لگا' جو اس کے زیر سایہ رہا' اس نے نجات پائی' جو اس سے دور رہا یا منہ پھیر کر چلا' جہنم کی آگ میں جا گرا' جنت مشرکوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی ہے۔

ربیع الاول کا مہینہ حضور سرور کائنات کی ذات اقدس کے ساتھ نسبت کے حوالے سے ایسے متعدد عظیم الشان واقعات کا حامل ہے جن کے وقوع نے کائنات میں انقلاب عظیم برپا کر دیا اور انسانی تاریخ کا رخ بدل ڈالا۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اسی مہینہ میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی بعثت طیبہ اسی ماہ میں ہوئی' آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت ربیع الاول ہی میں فرمائی اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں حبیب خدا' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' جگر گوشہ رسول سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا' یار غار و مزار سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اور تمام اہل بیت اطہار و اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو محبوب خدا کی جدائی کا سب سے بڑا صدمہ اٹھانا پڑا اور ربیع الاول ہی میں جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی جانب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحلت فرما گئے۔

"اللھم صلی علی محمد و علی
آلہ و اصحابہ وبارک وسلم"

☆...... ماہ ربیع الاول میں نبی الاعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی جس سے کفرستان دہر میں کہرام مچ گیا' یہودیوں کا غرور ٹوٹ گیا' نصرانیت کی گمراہی حواس باختہ ہو گئی' اساف نائلہ اور لات و عزیٰ کی الوہیت کا ڈھونگ طشت از بام ہو گیا۔

☆...... یہی وہ ماہ مقدس ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے سامنے غار حرا کے تخت پر بٹھا کر نبوت و رسالت کا آخری تاج زریں آپ کے سر پر سجایا اور اعلان فرمایا: "آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

اے رحمت عالمیاں تمہ دور زماں! ہم نے آپ کو رسول تو بنایا ہے مگر پہلے رسولوں کی طرح کسی

ختم نبوۃ

خاص علاقے‘ کسی خاص قوم‘ قبیلے یا کسی خاص عہد و زمانہ کے لئے نہیں‘ بلکہ آپ ﷺ ہر خطے اور ہر ملک میں تاقیامِ قیامت پیدا ہونے والی تمام نسلِ انسانی کے لئے کافی ہیں۔ ”وما ارسلناک الا کافۃ للناس۔“

☆...... یہی وہ انقلاب انگیز تاریخ ساز مہینہ ہے‘ جس میں آپ ﷺ نے اپنے یارِ غار و مزار کے ہمراہ اور آپ ﷺ کے دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے قیامت تک آنے والی نسلوں کو بتایا کہ اللہ کے دین کی سربلندی اور ایمان کی حفاظت کے لئے لیلیٰ وطن کو بھی اگر خیر باد کہنا پڑے تو یہ سودا سستا ہے۔ اسی ہجرت کی بدولت دنیا میں پہلے اسلامی نظریاتی فلاحی ریاست وجود میں آئی ہجرت ہی کے فیضان سے مسلمانوں کا جتھا بنا‘ اپنے دفاع‘ ظلم کی سرکوبی اور جہاد کی اجازت ملی‘ شہادت کے دروازے کھلے اور مہاجرین و انصار کے درمیان ایسی مواخات‘ بھائی بندی قائم ہوئی کہ جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے ہمیشہ قاصر رہے گی۔

☆...... نیز ربیع الاول ہی وہ ماہ ہجر و فراق ہے‘ جس میں پروانگانِ شمعِ رسالت اور عاشقانِ رخِ مصطفیٰ ﷺ نے حضور سرورِ کونین ﷺ کی جدائی کا وہ صدمہ اٹھایا جو اگر پہاڑوں پر ڈالا جاتا تو وہ اس کو نہ اٹھا پاتے‘ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ حادثوں‘ المیوں سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے‘ کسی کے محبوب دلربا یار رہبر بے ریا اور مونس و غم خوار کا بچھڑنا اس سے جینے کا مزہ اور زندگی کی لذتیں چھین لیا کرتا ہے۔ محبوب خدا ﷺ سے بڑھ کر کوئی محبوب ترین ہستی اور اصحابِ مصطفیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بڑھ کر کوئی محب‘ جاں نثار اور عاشقِ صادق اس کائنات میں پہلے کبھی پیدا ہوا ہے نہ آئندہ پیدا ہو گا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ زلیخا کی سہیلیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وارفتگی میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے‘ میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لیتیں تو اپنے قلب و جگر چیر لیتیں۔ وہاں عورتوں نے ہاتھ کاٹے تھے‘ یہاں صحابہ کرامؓ نے عشقِ مصطفیٰ میں سر کٹا دیئے‘ بہر برے اور کج نہاد ہیں وہ لوگ جو یارانِ مصطفیٰ صحابہ کرامؓ کو برا کہتے ہیں اور ان کے ایمان و عمل اور محبتِ رسول میں تنقید و طعنہ زنی کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خادمِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”لما وجد رسول اللہ ﷺ من کرب الموت“ آخری دنوں میں جب تکلیف بڑھ گئی ”کرب الموت“ یعنی مرض الموت شدید تر ہو گئی تو سیدہ فاطمہ بنت رسول رضی اللہ عنہا سے دیکھا نہ گیا ”فقالت فاطمۃ“ حضرت فاطمہؓ دل گرفتہ ہو کر کہا تھیں ”واکرباہ“ ہائے میرے ابا کی تکلیف! ”فقال النبی ﷺ لا کرب علی ابیک بعد الیوم“ حضور ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے پیاری بیٹی سے فرمایا: آج کے بعد تیرے باپ پر اب کوئی درد کوئی مصیبت اور کوئی تکلیف نہیں اترے گی۔ (شمائل ترمذی)

یہ امر ربی ہے‘ اس موڑ سے ہر نفس کو گزرنا ہے‘

اس لئے مزید ارشادِ نبوت ہوا:

”بے شک آج تیرے باپ پر وہ چیز اتری ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا‘ موت قیامت تک کسی سے ٹلنے والی نہیں۔“

اس دنیا سے جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اس دن مدینہ تاریک ہو گیا‘ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں جب آپ ﷺ کے لئے قبر کھودی جا رہی تھی تو ہر کدال اور بیلچے کی ضرب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینے پر پڑ رہی تھی لیکن صبر اور برداشت کی بھی انتہا تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انس! تم نے یہ کیسے برداشت کر لیا کہ رسول ﷺ کے لئے قبر کھودو۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسروں کو تسلیاں دیتے تھے‘ مگر خود صدمے سے نڈھال تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا صدمہ اس قدر شدید تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے اکثر اوقات آنسو جاری رہتے‘ رخساروں پر گرم آنسوؤں کے بہنے سے نشانات کی لکیریں بن گئیں‘ جیسے ہی کوئی واقعہ پیش آتا‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کا زخم تازہ ہو جاتا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ ایک دن ارشاد فرما رہے تھے کہ جس کے دو بچے آگے جا چکے ہوں اور اس نے ان کی موت پر صبر کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کسی کا ایک ہی بچہ آگے گیا ہو؟ فرمایا: اے نیک توفیق والی! ایک بچے کا بھی یہی حکم ہے۔ مگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک بھی اولاد نہ تھی‘ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگر کسی کا ایک بھی نہ ہو؟ محسنِ اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی امت کی جانب سے پھر میں آگے جانے والا ہوں‘ میری موت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔ (ترمذی شریف)

جس دن آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا:

ختم نبوۃ

"کل نفس ذائقة الموت" کی منزلوں سے گزرے اپنے اہل بیت اطہار صحابہ کرامؓ اور پوری امت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے جب رفیق اعلیٰ سے جا ملے یہ سال گیارہ ہجری یوم الاثنین (پیر کا دن) اور زیادہ روایات کے مطابق بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی اور جس روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی وہ بھی ماہ ربیع الاول اور پیر کا دن ہی تھا۔

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ اس کی کوئی مثال ہے نہ ان کا کوئی مثیل۔ دین آپ ﷺ پر مکمل ہو گیا شریعت کی کوئی بات اور کوئی ایسا حکم نہیں جس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو عطا نہ فرمایا ہو یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہ بتایا ہو اور چھپا کر اپنے پاس رکھ لیا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بے دینوں کے شر سے بچائے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقوں پر اسی طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بتایا اور کر کے دکھایا۔ یا اللہ! پوری امت مسلمہ پر رحم فرما ظالم نمرودوں فرعونوں بوجہلوں بشوں بلیروں شیرونوں اور واجپائیوں کے غرور و فریب کا پردہ چاک کر دے مسلم حکمرانوں کو بزدلی عیش پرستی اور خود غرضی کی لعنتوں سے توبہ کر کے کلمہ توحید و رسالت کی عادلانہ حکمرانی قائم کرنے کی توفیق عطا فرمایا۔

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہ مسلماں کو تلوار کر دے

☆☆..................☆☆

(بقیہ) اخبار عالم

دیتے تھے۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے سیکریٹری اطلاعات سیّد احمد حسین زید کی تائی صاحبہ اور سیّد زمان شاہ کاظمی کی اہلیہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئیں۔ ان کی تدفین باغ آزاد کشمیر میں عمل میں آئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے رہنماؤں مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد قاری محمد یوسف عثمانی مولانا عبدالقدوس عابد حافظ احسان الواحد پروفیسر حافظ محمد انور مولانا فقیر اللہ اختر پروفیسر محمد اعظم نفیسی حافظ محمد معاویہ اور مولانا حافظ محمد الیاس قادری نے ان سانحات ارتحال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔

☆...... مجاہد ختم نبوت مدرسہ قاسم العلوم کے بانی ومتولی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کلر آبادی کے امیر مولانا محمد یوسفؒ ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ان کے پسماندگان میں دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں شامل ہیں۔ مرحوم نے تمام عمر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ اور بعد ازاں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں باقاعدگی سے احباب سمیت شرکت کی وہ ہر دینی تحریک میں متحرک رہے وہ تحریکات ختم نبوت ۱۹۵۳ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء اور تحریک مدرسہ نصرت العلوم کے دوران قید و بند سے بھی گزرے۔ جامع مسجد حنفیہ شریف پورہ میں تادم آخریں خطابت کے فرائض ادا کئے۔ مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے جامع مسجد حنفیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرحوم کی دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور ماہنامہ "لولاک" کے مستقل قاری انعام اللہ چیمہ اچانک جواں عمری میں ہی انتقال کر گئے۔ ان کی جواں موت ان کے والد ماسٹر منظور احمد اور دیگر خاندان کے لئے صدمہ کا باعث ہے۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے تکونڈی مجور والی میں مرحوم کے گھر جا کر ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرانے کارکن اور محلہ فاروق اعظم دیگانوالہ بازار کے دینی کارکن شیخ عبدالغفار کی اہلیہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے معاون خصوصی اور گورنمنٹ ہائی اسکول گکھڑ کے استاد خواجہ وقار العزیز کے خسر قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے سیکریٹری اطلاعات سید احمد حسین زید کے تایا خسر سید طالب حسین گیلانی اور سید خالد حسین گیلانی کے والد ماجد قضائے الٰہی سے طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مرحوم شب زندہ دار بزرگ تھے۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کا ایک اجلاس حافظ محمد ثاقب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں محمد امان اللہ قادری پروفیسر حافظ محمد انور پروفیسر محمد اعظم نفیسی مولانا عبدالغفور آرائیں مولانا محمد الیاس قادری حافظ احسان الواحد ندیم اختر حافظ محمد معاویہ شبیر احمد اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی

A Product of Tasty Supari
Tasty
1 RUPEE
26 PACKETS
KANWAL
Meetha Pan Masala
A Product of Tasty Supari
Hajiani hp Products
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند
Hajiani hp Products

ختم نبوۃ

اخبار عالم پر ایک نظر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مفتی خالد میر کا پانچ روزہ دورۂ آزاد کشمیر

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے آزاد کشمیر کے قادیانیت زدہ اضلاع میرپور' کوٹلی' تتہ پانی اور عباس پور کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے پروگرام مفتی خالد میر مبلغ ختم نبوت آزاد کشمیر نے طے کئے تھے اور انہوں نے بھی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہمراہ ان تمام علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا۔

دورے کے ابتدائی مرحلے میں مبلغین نے مختلف مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے غازی مسجد' قاضی احسان احمد نے مدنی مسجد ناگی اور مفتی خالد میر نے ای ٹو سیکٹر کی تقویٰ مسجد میں خطاب کیا اور قادیانیوں کے دجل وفریب اور کذب و افتراء سے مسلمانوں کو آگاہ کیا' نیز وہاں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے جمعہ اور ہفتہ کو میرپور کی مختلف مساجد میں بھرپور درس ہوئے جن میں عوام الناس کے علاوہ دینی مدارس کے طلباً نے بھی شرکت کی۔ جامع مسجد خلفائے راشدین نزد نفیس بیکری' جامع صدیقیہ' جامع مسجد اقصیٰ' جامع مسجد بی فائیو سیکٹر' مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ ایف ٹو سیکٹر اور جامع مسجد تقویٰ ای ٹو میں اجتماع کی صورت میں پروگرام ہوئے۔ اس دوران جامع مسجد اقصیٰ بی فور میں علمائے کرام کی ایک میٹنگ بھی بلائی گئی جس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے علاوہ میرپور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مقامی دفتر اور مقامی جماعت کی تشکیل کے متعلق غور کیا گیا۔ یہ میٹنگ مفتی رو یس خان ایوبی ضلعی مفتی میرپور کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مدنی مسجد میں اگلی میٹنگ طلب کی گئی ہے جس میں مقامی جماعت تشکیل دی جائے گی۔

دورے کے دوسرے مرحلہ میں کوٹلی کی مساجد میں ختم نبوت کے موضوع پر درس دیئے گئے اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا' بعد نماز عصر جامع مسجد سیدنا صدیق اکبرؓ میں' بعد نماز مغرب اگلبار شریف کالونی کی جامع مسجد میں اور بعد نماز عشاء عامر بن عبادہؓ میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس سے حافظ عبدالرشید' مفتی خالد میر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل دیئے۔

چوتھے دن بعد نماز فجر جامع مسجد خلفائے راشدین میں درس دیا۔ دن کے دس بجے ویلی ویو ہوٹل' شہید چوک' کوٹلی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا' جس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور حکومت آزاد کشمیر سے مطالبہ کیا گیا کہ دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے' ڈسٹرکٹ ہسپتال کوٹلی میں قادیانیوں کے ''الفضل'' اخبار کے داخلے پر پابندی لگائی جائے' مساجد سے مشابہ قادیانی عبادت گاہوں کی ہیئت کو تبدیل کیا جائے' قادیانیوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے ملازمتوں میں کوٹہ دیا جائے اور قادیانیوں کی جانب سے شعائر اسلام کے آزادانہ استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔ اس کے بعد جامع مسجد تتہ پانی اور مرکزی جامع مسجد عباس پور میں بھی بھرپور اجتماعات سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی' ختم نبوت کے منکر ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کے پیروکار ہیں' اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں' وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور انگریز کا خودکاشتہ پودا ہیں' اس لئے ان کے ساتھ رشتہ ناتا اور کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں' ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

انتقال پُر ملال

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب کے بھانجے اور کہنہ مشق استاد مولانا قاری محمد اقبال قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انہیں گوجرانوالہ ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ انہوں نے تقریباً پچیس سال قبل انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے مدرسہ میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی تھی۔ وہ کچھ عرصہ جامع مسجد صدیق اکبر ٹیچرز کالونی گوجرانوالہ میں استاد بھی رہے۔ مرحوم امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام

باقی صفحہ 23 پر

ختم نبوۃ

بقیہ: حیات ونزول مسیح

باطل کا مشاہدہ کریں گے اور مسیح ہدایت کے نزول سے اپنے دعوائے قتل وصلیب کے ملعون عقیدہ کو باطل پالیں گے تو اب ان کو بھی ''ایمان بالحق'' کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہے گا اور مسیح ضلالت کے رفقاء کے علاوہ وہ سب ہی ''مسلم'' بن جائیں گے یہی ہے قرآن کی وہ خبر صادق ''وان من اهل الکتب لا لیومنن به قبل موته'' مسلمانوں میں ایمان کی تازگی و شگفتگی نصاریٰ اور یہود میں تبدیلی عقائد کا حیرت انگیز انقلاب دیکھ کر اب مشرک جماعتوں پر بھی قدرتی اثر پڑے گا اور ساتھ ہی خدا کے مقدس پیغمبر کے زبردست روحانی اثرات کارفرما ہوں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں گے اور اس طرح وحی ترجمان حامل قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اپنی صداقت کو نمایاں کرے گا: ''ویدعو الناس الی الاسلام ویهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلک الله فی زمانه الدجال''۔

اس تفصیل سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ قرآن اور احادیث کی تصریحات ثابت کررہی ہیں کہ اگر اس فرض کی انجام دہی کے لئے کوئی جدید نبی مبعوث ہوتا تو ایک جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی شرف ''خاتم النبیین'' باقی نہ رہتا اور دوسری جانب ''میثاق النبیین'' کے خطاب اولین کا عملی مظاہرہ عالم وجود میں نہ آتا کیونکہ وہ ہستی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہی میں سے ہوتی۔ البتہ سابقہ نبی کی آمد نقلاً اور عقلاً دونوں حیثیت سے شرف خصوصی ''خاتم النبیین'' کے لئے بھی قادح نہیں ہے اور ''میثاق النبیین'' کو بھی پورا کرتی ہے۔ (جاری ہے)

مولانا محمد ابراہیم المعروف حاجی جندوڈا صاحب رحلت فرماگئے

آپ کی جدوجہد کے نتیجہ میں مرزائی سردار کی لاش کو مسجد سے نکال باہر کیا گیا

کراچی (رپورٹ: عبدالغفور تونسوی) استاذ الاساتذہ حضرت مولانا امیر محمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ مخزن العلوم خان پور ضلع رحیم یار خان کے برادر بزرگ الحاج مولانا محمد ابراہیم المعروف حاجی جندوڈا صاحب انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم ومغفور تحصیل تونسہ شریف موضع کوٹ قیصرانی کی مشہور ومعروف بستی شیر گڑھ میں ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۲۸ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ مختلف مدارس میں علم دین کی تعلیم حاصل کی۔ حصول علم کے بعد اپنے آبائی علاقے میں دینی خدمات انجام دینے میں مصروف رہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے انتہائی سرشار تھے۔ جب ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۵ء میں شیر گڑھ کے آب نوشی کے کنویں کے قریب ایک مسجد میں قیصرانی قوم کے ایک مرزائی سردار امیر محمد قیصرانی کو مرزائیوں نے دفن کردیا تو اہلیان شیر گڑھ اور اہلیان کوٹ قیصرانی نے اس مرد مجاہد کی قیادت میں اس وقت کے حکمران صدر ضیاء الحق مرحوم سے مطالبہ کیا کہ اس مرزائی کی نعش کو مسجد سے نکالا جائے۔ یہ تحریک بمعاون قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت اور مقامی علماء اور معززین پورے پاکستان میں پھیل گئی۔ یہ تحریک اکثر مسلمانوں کو بالخصوص قائدین ومبلغین ختم نبوت کو گزرے ہوئے کل کی طرح یاد ہوگی۔ آخرکار علماء کا ایک وفد جنرل ضیاء الحق مرحوم سے ملا تو بحکم جنرل صاحب چھ گھنٹے کا کرفیو لگا کر فوج نے اس مرزائی کی لاش کو نکال کر مسجد کو پاک کیا۔ اس مشہور وعظیم کارنامہ میں حاجی جندوڈا صاحب مرحوم کے بے باکانہ اور جرأتمندانہ بیانات اس تحریک کی بنیاد اور کامیابی کا باعث بنے۔ اس تحریک کے ابتدائی مراحل میں حضرت حاجی صاحب مرحوم ومغفور کو سرور کائنات شافع محشر وساقی کوثر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تحریک میں استقامت کی تلقین فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے حوض کوثر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ انشاء اللہ بروز محشر تجھے میرے ہاتھ سے آب کوثر نصیب ہوگا۔ اس بشارت عظمیٰ اور اللہ کی ذات پر بھروسہ کرکے دشمن کی دھمکیوں اور قاتلانہ حملوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نہ جھکے اور نہ بکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس مرد مجاہد کی تحریک کو کامیاب فرمایا۔ الحمد علی ذالک۔ عقیدۂ ختم نبوت کے اس پروانے نے ۸/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بروز بدھ بوقت ۷ بجے صبح اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے\
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت حاجی صاحب مرحوم اس شعر کا صحیح مصداق تھے۔ آپ کے پسماندگان میں تین صاحبزادے جو ماشاء اللہ قرآن مجید کے حافظ و عالم ہیں اور ایک بیوہ شامل ہیں۔ قائدین تحفظ ختم نبوت اور قارئین رسالہ ختم نبوت اور دیگر مسلمانوں سے دعاؤں کی پرزور التماس ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

یہ نعت شمارہ نمبر ۵۰ میں شائع ہوئی تھی جس میں بعض جگہ غلطی سے ''تجھ سا کوئی نہیں'' کو ''تجھ سے کوئی نہیں'' لکھا گیا تھا' قارئین اس کی تصحیح فرمالیں' نیز یہ نعت بعض احباب کی فرمائش پر دوبارہ شائع کی جارہی ہے

اے رسولِ امیں خاتم المرسلیں ﷺ

حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ

اے رسولِ امیں' خاتم المرسلیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب' اے تو عالی نسب' اے تو والا حسب
دودمانِ قریش کے دُرِّ ثمیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے' جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں' اے ابد کے حسیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی' پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں' سید الآخریں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا' اس زمیں میں ہوا' آسماں میں ہوا
کیا عرب' کیا عجم سب ہیں زیرِ نگیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی' تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

''سدرۃ المنتہٰی'' رہ گزر میں تری' ''قاب قوسین'' گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں' حق ہے تیرے قریں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی' زُلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
''لیلۃ القدر'' تیری منور جبیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ مجتبیٰ' تیری مدح و ثنا' میرے بس میں نہیں' دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں' لب کو یارا نہیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں' کوئی ہے وہ کہ میں جس کو تجھ سا لکھوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی' ہیں یہ صدیقؓ' فاروقؓ' عثمانؓ' علیؓ
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسِ انفسِ دو جہاں' سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں' تجھ سا کوئی نہیں' تجھ سا کوئی نہیں

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب علیہ صلی اللہ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے۔ جس میں سیرت رسول آخرین، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- خریدار بنیئے ـــ بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءَاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے